﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبكَ مَقَاماً محمودًا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃ المبارک ٣٠/اپریل ١٩٩٩ء شمارہ١٨

١٣/محرم ١٤٢٠ہجری ☆ ٣٠/شہادت ١٣٧٨ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

خدا کا صریح یہ منشاء ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں

حضور علیہ السلام نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید کابل کی شہادت کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوْا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْيَاءٌ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندہ ہیں پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا اور میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ...... جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا.......... شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی.......... خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں خدا سب کو وہ ایمان سکھادے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ٢٠ مطبوعه لندن صفحه ٥٨،٥٧)

اسی طرح فرمایا: "اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی"

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ٢٠ مطبوعه لندن صفحه ٧٦،٧٥)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ١٠/اپریل ١٩٩٩ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس جو ١٢/دسمبر ١٩٩٨ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

اتوار، ١١/اپریل ١٩٩٩ء:

آج انگریزی بولنے والے مہمانوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی یکم اکتوبر ١٩٩٥ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ دکھایا گیا چند ایک اہم سوالات یہ تھے:

☆......اسلام امن و آشتی کا دوسرا نام ہے لیکن پھر بھی سب لوگوں نے قبول نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت زوروں پر ہے۔ حضور انور نے فرمایا کیا آپ کسی ایسے نبی کی مثال دے سکتے ہیں جسے تمام لوگوں نے قبول کیا ہو۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قبول نہ کیا حالانکہ ان کا پیغام محبت اور معافی کا تھا۔ سچائی کے پیغام میں اتنی قوت اور شرافت ہوتی ہے کہ دشمن مخالفت پر زور دیتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ ضرور کامیاب ہوگا۔ حضور انور نے سورۃ طٰہٰ کی آیات "وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الجِبَالِ فَقُل يَنسِفُهَا رَبِّى نَسْفًا. فَيَذَرُهَا قَاعاً صَفْصَفًا. لاَ تَرىٰ فِيهَا عِوَجاً وَلاَ اَمتاً. يَومَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لاَ عِوَجَ لَهٗ........" کی تفسیر پر روشنی ڈالی۔ اس سلسلے میں حضور انور نے آکسفورڈ کے ایک انگریز سکالر کی لکھی ہوئی کتاب "Among the Darveshes" کا بھی ذکر فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت بدھ کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

☆......ایک اور سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے جماعت کی طرف سے نوع انسانی کی خدمت اور رفاہی کاموں کا مختصراً ذکر فرمایا۔

سوموار، ١٢/اپریل ١٩٩٩ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ٢٣ جو ٢١/جون ١٩٩٤ء کو پہلی بار براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ دکھائی گئی۔

منگل، ١٣/اپریل ١٩٩٩ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ملاقات کا پروگرام جو ٢٩/ستمبر ١٩٩٥ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا دوبارہ نشر کیا گیا۔

بدھ، ١٤/اپریل ١٩٩٩ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ باقی صفحه نمبر ١٣ پر ملاحظه فرمائیں

زنده باد غلام قادر شهید پائنده باد

اے شہید! تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب آکر ایک دن تجھ سے ملنے والے ہیں

مکرم مرزا غلام قادر احمد شہید کی عظیم شہادت کا دلگداز تذکرہ

شهادت کا یه غیر معمولی واقعه خاص تقدیر الٰهی کے تحت هوا هے۔ مجرموں کی سازش بهت گهری، بهت کمینی اور بهت هولناک تهی۔ اس شهادت کے نتیجه میں جماعت کو خدا نے ایک بهت هولناک ملک گیر فتنه سے بچا لیا

(خلاصه خطبه جمعه ١٦/اپریل ١٩٩٩ء)

لندن (١٦/اپریل): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنیہ "يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ...." (البقرہ: ١٥٤ تا ١٥٨) کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد بخاری شریف سے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پڑھ کر سنائی جس میں ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ

بھی شہید ہے اور جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں تمام شہادتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں جو حال ہی میں ہمارے شہید ہونے والے مرزا غلام قادر کو سب نصیب ہوئی ہیں کیونکہ ان کے اندر شہادت کی یہ سب باتیں اکٹھی ہوئی ہیں۔

حضور نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے بتایا کہ شہداء جب خدا کے حضور میں زندہ کئے جاتے ہیں تو انہیں دوبارہ اس دنیا میں آنے کی تمنا ہوتی ہے تا کہ وہ پھر خدا کی راہ میں اپنی زندگی قربان کر دیں۔ شہید دوبارہ آنا چاہتا ہے اور وہ ایسا شہادت کی فضیلت کی وجہ سے کرتا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں ترمذی سے بعض احادیث پیش کیں۔ ان میں ذکر ہے کہ حضرت جابرؓ کے والد عبداللہؓ کے متعلق آنحضرتؐ نے انہیں بتایا کہ جب ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور آمنے سامنے ان سے گفتگو کی تو فرمایا کہ میرے بندے مجھ سے جو مانگتا ہے مانگ، میں تجھے دونگا۔ تو انہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب میں چاہتا ہوں کہ تو زندہ کر کے مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تا کہ تیری خاطر دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں یہ قانون نافذ کر چکا ہوں کہ کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں نہیں لوٹاؤں گا۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں مرنے والے شہید کو مردہ نہ کہو۔ وہ خدا کے ہاں زندہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جس شہادت کا میں ذکر کر رہا ہوں اس شہادت سے واقعۃً قوم نے غیر معمولی طور پر زندگی پائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کی عظمت سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم مرزا غلام قادر احمد شہید کی شہادت کے متعلق فرمایا کہ یہ شہادت کئی پہلوؤں سے بہت عظیم اور غیر معمولی شہادت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے شہید مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہ راست ذریت کی تیسری نسل سے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور مکرم مرزا مجید احمد صاحب اور قدسیہ بیگم صاحبہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ مکرمہ قدسیہ بیگم صاحبہ حضرت نواب عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور بیٹی دونوں کے خون ان میں اکٹھے تھے۔ حضور ایدہ اللہ سے بھی ان کا ایک رشتہ تھا یعنی حضور کی ہمشیرہ محترمہ امۃ الباسط سلمہا اللہ اور مکرم میر داؤد احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ نصرت ان کی بیگم تھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شہادت کا غیر معمولی واقعہ ہوا ہے جو خاص تقدیر الٰہی کے تحت ہوا ہے کئی بزرگوں کے خون کا یہاں اجتماع ہوا ہے۔ جہاں تک شہید مرحوم کے تعلیمی کوائف کا تعلق ہے وہ ان کی ذہنی و علمی عظمت کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ اصل خراج تحسین ان کی وقف کی روح ہے جو انہیں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔

حضور نے فرمایا کہ شہید مرحوم نہایت محنتی، خاموش طبع اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے جس کو طبیعت کے بے تکلف اظہار نے چار چاند لگا دئے تھے۔ وہ ۲۱ر جنوری ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوئے تھے اور اس عظیم شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال کی تھی اور اب یہ عمر لازوال ہو چکی ہے۔ آپ کے پسماندگان میں عزیزہ نصرت کے بطن سے نو سالہ بیٹی عزیزہ سطوت، ایک سات سالہ بیٹا کرشن احمد اور دو جڑواں بیٹے شامل ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ وہ خصوصیت جو اس شہادت کو سب شہادتوں سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جماعت کو خدا نے ایک بہت ہولناک ملک گیر فتنہ سے بچا لیا۔ مخالفوں کی بہت گہری، بہت کمینی اور بہت ہولناک سازش تھی جس کے متعلق مزید تحقیق جاری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ قادر شہید کا جو غیر معمولی کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ انہیں سمجھ آ گئی کہ یہ بہت خطرناک سازش ہے جس کے بداثرات جماعت پر پڑیں گے۔ چنانچہ وہ بڑی سخت جانی سے سارے مصائب برداشت کرتے ہوئے ان کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ پسند کیا کہ سڑک پر ان کا خون بہہ جائے مگر ان مجرموں کے قبضہ میں آ کر دہشت گردی کے منصوبہ میں انہیں شامل نہ کیا جا سکے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس شہادت کا یہ پہلو ایسا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ قیامت کے دن تک شہید کے خون کا ہر قطرہ آسمان احمدیت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اس بچے سے بہت محبت تھی اور میں اس کی خوبیوں پر گہری نظر رکھتا تھا۔ میں جانتا تھا یہ کیا چیز ہے اس لئے بہت پیار کرتا تھا گویا میری آنکھ کا تارا تھا۔ مجھے یہ حسرت ہے کہ کاش اسے لفظوں میں بتا بھی دیا ہوتا۔ حضور ایدہ اللہ نے جذبات رقت سے گلوگیر آواز میں فرمایا کہ کبھی آج تک ناز اور غم کے جذبات نے مل کر میرے دل پر ایسی یلغار نہیں کی جیسے قادر شہید کی شہادت نے کی ہے۔ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰہِ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا کے حضور یہ آنسو بہنے منع نہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ دنیا کے سامنے نہ بہیں مگر کبھی بے اختیاری میں بہہ بھی نکلتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی مثال بیان فرمائی۔ جب آپؐ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کسی نے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ آنسو اس رحمت کی وجہ سے ہیں جو اللہ نے دل میں رکھی ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے قادر شہید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے شہید تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب آ کر ایک دن تجھ سے ملنے والے ہیں زندہ باد غلام قادر شہید پائندہ باد۔

واعظ جھوٹا رِند بھی جھوٹا — دونوں نے دنیا کو لوٹا
ان کا رشتۂ اُلفت کچّا — جتنا جوڑا اتنا ہی ٹُوٹا
مکر و زُور کا زور کہاں تک — آج نہیں تو کل کو ٹُوٹا
ان کے میخانے کی پوچھو — مینا ٹوٹی جام بھی ٹُوٹا
دیکھئے ان کی سینہ زوری — کہتے ہیں صادق کو جھوٹا
پاٹ رہے ہیں وہ چشمہ جو — ان کی سیرابی کو پھوٹا
کاٹ رہے ہیں وہ بروا جو — ان کے ہی سائے کو پھوٹا
خشک ہو کیسے، کیسے کٹے وہ — چکنے چکنے پات کا بوٹا
خرمنِ ابراہیمؑ سے آ کر — کِشتِ محمدؐ میں جو پھوٹا
ناداں نے سب زور لگایا — جتنا کاٹا دُگنا پھوٹا
سادہ لوحی میں غافل نے — اپنے ہی خرمن کو لوٹا
دیکھ چکے ہیں پھر دیکھیں گے — کون ہے صادق، کون ہے جھوٹا
اُس کے سر پر عرش کا سایہ — اِن کے سر پر ثاقب ٹُوٹا
اُس کے مُنہ میں سَرمدی نغمے — اِن کے منہ میں چرس کا سُوٹا
اُس کی ہر اک بات ہے پوری — اِن کا ہر اک قول ہے جھوٹا
طوفاں میں تبدیل ہوا وہ — اشک جو اُس کی آنکھ سے پھوٹا

کیسے خطا ہو اُس کی دعا کا
تیر جو اس کی کماں سے چھوٹا

(محمد اسماعیل)

ضروری اعلان

۱۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرنچ زبان کے پروگرام سوال وجواب کے دوران ایک دوست کے سوال پر کہ Psychokinesis کو سائنس دان نہیں مانتے، حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض سائنس دان نہیں مانتے مگر دوسرے سائنس دان مانتے ہیں۔ یہ ایک سائنٹفک حقیقت ہے تاہم احمدی سائنس دانوں کو چاہئے کہ خود اس پر تجربات کریں اور سائنٹفک بنیادوں پر اس کو ثابت کریں۔

Psychokinesis سے مراد ہے کہ ذہنی و نفسیاتی طاقت (Energy) سے مادہ (Matter) کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ذہنی توجہ سے اور ذہن کی طاقت سے بغیر مادی طاقت استعمال کئے ٹھوس مادی چیزوں میں حرکت پیدا کی جا سکتی ہے، ان کو توڑا جا سکتا ہے یا ان کی شکل تبدیل کی جا سکتی ہے۔ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس علم کو تسلیم کیا ہے اور الہامی بنیاد پر اس کا نام عمل الترب رکھا ہے (ازاله اوهام روحانی خزائن جلد ۳ صفحه ۲۵۹)۔ بعض احمدی احباب Psychokinesis کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور بعض خود صاحب تجربہ ہیں۔ اعلان ھذا کے ذریعہ تمام احمدی احباب خصوصاً سائنس دانوں اور دلچسپی و تجربہ رکھنے والے دوستوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے سابقہ مشاہدات اور تجربات خاکسار کو بھجوائیں۔ نیز احمدی ماہرین اور سائنس دان اس سلسلہ میں مزید تجربات کریں۔ اس کا ریکارڈ رکھیں اور خاکسار کو بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات احباب کی دلچسپی کا موجب ہوگی کہ اس وقت دنیا بھر میں Psychokinesis میں صرف ماہرین نفسیات ہی نہیں ماہرین نباتات اور ماہرین طبیعات بھی بڑے انہماک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ مرکز میں متعلقہ معلومات "ادارہ تحقیق عمل الترب" جمع کر رہا ہے۔ (وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ برائے "ادارہ تحقیق عمل التزب")

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ انشاءاللہ تعالیٰ مورخہ ۳۰، ۳۱ر جولائی و یکم اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار اسلام آباد ٹلفورڈ (سرّے) میں منعقد ہوگا۔

دنیا میں مذہب کے بغیر چارہ نہیں

از رشحات قلم: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ؓ

آج کل نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لوگ مذہب اور شریعت کو ایک ایسی قید اور پابندی خیال کرتے ہیں کہ جس کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ خیال ایسا عام پھیلا ہوا ہے کہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس طبقہ میں سے کم از کم پچانوے فی صدی اس خیال میں مبتلا ہیں بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو دنیا کا ایک کثیر حصہ اسی خیال کا دلدادہ ہے۔ عیسائی مذہب کے پیروان نے تو مذہباً شریعت کو ایک قید اور لعنت مانا اور باقیوں نے مذہباً تو نہیں مگر عملاً ضرور عیسائی مذہب کی تائید کی اور مذہب اور شریعت کو ایک خواہ مخواہ کا بوجھ اور قید سمجھا۔ لیکن اگر معقول طور پر اس مسئلہ کے اوپر نظر ڈالی جاوے تو اس خیال کا بودہ پن صاف نظر آنے لگتا ہے اور یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر رہنا عقلاً ناممکنات میں سے ہے مگر اس کے سمجھنے کے لئے پہلے اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں۔

سو جاننا چاہئے کہ مذہب عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک بطور اسم ظرف کے جس صورت میں اس کے معنی اس راستہ اور طریق کے ہوتے ہیں جس پر انسان چلے۔ اور دوسرے بطور مصدر میمی کے اس صورت میں اس کے معنی مطلق چلنے یعنی چال اور رفتار کے ہوتے ہیں۔

یعنی صورت اول میں تو مذہب اس رستہ کا نام ہوگا جس پر ہم چلیں اور صورت ثانی میں مذہب اس طرز کا نام ہے جس میں ہم چلیں۔ گویا مذہب سے مراد وہ طرز اور طریق ہے جس میں انسان اپنی زندگی گزارتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مذہب سے یہ مراد ہے تو مذہب کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ انسان دنیا میں اکیلا نہیں بلکہ بطور سوسائٹی کے ایک ممبر کے پیدا کیا گیا ہے۔ اور دنیا میں چاروں طرف اس کے تعلقات ہیں۔ اگر کسی کا وہ بیٹا ہے تو کسی کا باپ بھی ہے، کسی کا بھائی بھی ہے تو کوئی ایسا بھی ہے جس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں پھر کسی کا دوست ہے تو کسی کا دشمن ہے۔ کسی کے ماتحت ہے تو کسی کا افسر ہے۔ کبھی مجرد ہے تو کبھی شادی شدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض چاروں طرف اس کے تعلقات ہیں اور ان مختلف تعلقات والوں کے ساتھ اس کو معاملہ کرنا ہے جس سے جب تک وہ دنیا میں زندہ موجود ہے وہ الگ نہیں ہو سکتا۔ پھر ایک لحاظ سے دیکھیں تو انسان کبھی امیر ہے تو کبھی غریب ہے، کبھی طاقتور ہے تو کبھی کمزور ہے، کبھی فاتح ہے تو کبھی شکست خوردہ ہے۔ کبھی تندرست ہے تو کبھی بیمار ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ان مختلف حالات میں سے اسے گزرنا ہے اور اپنا کوئی رویہ رکھنا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں اور یہی مذہب ہے۔ یعنی مختلف تعلقات والوں کے ساتھ مختلف حالات کے ماتحت معاملہ کرنے میں جو طرز اور طریق انسان اختیار کرے وہی اس کا مذہب ہے۔

پس یہ کہنا غلط ہے کہ انسان مذہب کے بغیر گزارہ کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ مذہب ایک قید ہے جو خواہ مخواہ انسان پر پابندیاں ڈال کر اس کی ترقی میں روک پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ جب تک انسان زندہ ہے اور دنیا کی کسی سوسائٹی (خواہ وہ کتنی ہی محدود ہو) کا ایک ممبر ہے اس وقت تک وہ اس بات پر مجبور ہے کہ مختلف تعلقات والوں کے ساتھ مختلف حالات کے تحت کسی قسم کا معاملہ کرے اور اس کے بغیر اسے چارہ نہیں۔ گویا زندگی اور مذہب اس لحاظ سے ہم معنی ہیں۔ کیونکہ جب تک انسان زندہ ہے اس کے کسی نہ کسی سے تعلقات ہونگے خواہ وہ کسی قسم کے تعلقات ہوں اور وہ کسی نہ کسی حالت میں ہوگا خواہ وہ کیسی حالت ہو تو ان حالات میں وہ جس رنگ میں اپنی زندگی کو گزارتا ہے وہی اس کا مذہب ہے لہذا زندہ انسان کے لئے مذہب سے علیحدگی ایک ایسی بات ہے کہ جو عقلاً ممتنع ہے۔

پس یہ غلط ہوا کہ مذہب ایک قید ہے کیونکہ اگر مذہب ایک قید ہے تو پھر زندگی ایک قید ہے کیونکہ زندگی اور مذہب لازم و ملزوم ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں مذہب ایک قید ہے یا فلاں مذہب بیہودہ اور غلط ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انسان اپنی زندگی میں غلط طریق پر چلے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مطلقاً مذہب ایک قید ہے یا ایک باطل چیز ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان اپنی زندگی بغیر کسی طریق کے گزار دے۔

خلاصہ یہ کہ لامذہبی سکون کو چاہتی ہے اور زندگی حرکت کا نام ہے پس زندگی اور لامذہبی جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بحث ہو سکتی ہے کہ فلاں قسم کی حرکت غلط ہے مگر جب تک زندگی ہے مطلق حرکت کے بغیر چارہ نہیں۔

پس وہ لوگ جو یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دے لیتے ہیں کہ ہم مذہب سے آزاد ہیں وہ سخت دھوکہ خوردہ ہیں۔ ہاں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان مذاہب سے آزاد ہیں جو عام طور پر دنیا میں رائج اور معروف ہیں اور یہ کہ ہم نے اپنا مذہب خود آپ بنایا ہے۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا وہ مذہب درست ہے جو انہوں نے بنایا ہے یا کوئی اور۔ پس مذہب کی بحث سے کوئی شخص یہ کہہ کر دامن نہیں چھڑا سکتا کہ وہ مذہب کے بغیر رہنا چاہتا ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو لوگ دنیا سے کلی طور پر انقطاع کر لیتے ہیں اور جنگلوں وغیرہ میں اکیلے جا بستے ہیں وہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو مذہب کی ضرورت نہیں تو گویا یہ خود ایک باطل چیز ہے مگر اس کو مان بھی لیں تو پھر بھی یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ اول جب تک انسان زندہ ہے (اگر اور تعلقات سے وہ الگ بھی ہو جاوے) تو اس کا اپنا نفس اور مخلوقات کے بعض دوسرے اقسام تو اس کے ساتھ ہیں۔ پس ان کے ساتھ وہ جس طرح معاملہ کرے گا وہی اس کا مذہب ہوگا۔

دوسرے یاد رکھنا چاہئے کہ گو ہم نے اوپر سہولت کی غرض سے مذہب کی صرف ایک شاخ کو لیا ہے یعنی مخلوقات کے ساتھ معاملات مگر مذہب صرف اسی تک محدود نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم اور ضروری اس کی دوسری شاخ ہے جو خالق کے ساتھ معاملہ کے متعلق ہے جس سے انسان کسی صورت میں بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔

پس دنیا میں مذہب کے بغیر چارہ نہیں اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے وہ غلطی خوردہ ہے تو اب سوال یہ رہا کہ کون سا مذہب اچھا ہے اور کس مذہب کو اختیار کرنا چاہئے۔ آیا دنیا کے معروف اور رائج مذاہب یعنی اسلام، عیسائی، ہندو وغیرہ میں سے کسی کو یا ان کو چھوڑ کر کوئی اور نیا مذہب بنانا چاہئے؟ پھر یہ کہ اگر ان مذاہب میں سے کوئی مذہب درست ہے تو کون سا اور اگر ان میں سے کوئی بھی درست نہیں تو پھر وہ کون سا نیا مذہب ہے جو تیار کرنا چاہئے۔ یہ سوالات ہیں جو غور طلب ہیں ورنہ لامذہبی ناممکن ہے اور عقلاً محال۔

اس جگہ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ مذہب کسی فلسفہ کا نام نہیں جیسا کہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ آریہ سماج کے نزدیک مذہب ایک فلسفہ سے بڑھ کر نہیں یعنی جو مسائل ایک آریہ اپنے مذہب کی جان سمجھتا ہے وہ چند فلسفیانہ مسائل ہیں جن کو ہماری عملی زندگی سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ حالانکہ فلسفہ اور مذہب دو متضاد چیزیں ہیں۔ فلسفہ ان مسائل کا نام ہوتا ہے جن پر انسان اپنے خالق کی ہستی یا اپنی ہستی یا دوسرے مخلوقات کی ہستی کے متعلق محض عقلی طور پر نظر ڈالتا ہے اور ان کے متعلق کوئی تھیوری یا رائے قائم کرتا ہے جس کا انسان کی عملی زندگی سے تعلق نہیں ہوتا۔ اور مذہب اس عملی طرز اور طریق کا نام ہے جو انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے پیش نظر رکھتا ہے اور جس کے مطابق وہ اپنی زندگی کی تمام حرکات کو چلاتا ہے۔ ہر چند کہ مذہب میں بھی اس حد تک تو فلسفہ کا دخل ہے جہاں تک یہ انسان کی عملی زندگی پر اثر ڈالتا ہے۔ مگر خشک فلسفیانہ مسائل کا اس میں ہرگز دخل نہیں۔ بلکہ ہمارا مذہب ہم کو ایسی بحثوں میں پڑنے سے روکتا ہے جن کا اعمال پر کوئی بھی اثر نہیں کیونکہ اس کا نتیجہ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ عملی زندگی کمزور ہو جاتی ہے اور مذہب کی روح فلسفہ کے نیچے دب کر مردہ ہو جاتی ہے اور انسان اعلیٰ اخلاق کو کھو بیٹھتا ہے بلکہ بسا اوقات خشک فلسفہ کے نتیجہ میں دہریت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

فلسفی کز عقل میجوید ترا دیوانہ ہست
دُور تر ہست از خرد منداں رہ پنہاں تو

(ترجمہ از ناقل: فلسفی جو عقل سے تیرا متلاشی ہے وہ دیوانہ ہے۔ تیری مخفی راہ ان عقلمندوں سے بہت دور ہے)۔

کیا شریعت ایک لعنت ہے

جیسا کہ اوپر کے مضمون میں بتایا گیا ہے مسیحی لوگوں نے مذہباً شریعت کو ایک لعنت اور بوجھ سمجھا اور باقیوں نے مذہباً تو نہیں مگر عملاً ضرور ان کی تائید کی اور شریعت کو ایک خواہ مخواہ کا بوجھ خیال کیا اور اس سے آزاد رہنے کو پسند کیا حالانکہ یہ ایک سخت دھوکہ ہے جو مذہب اور شریعت کی حقیقت کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ مذہب کیا ہے؟ اس کا مختصر سا جواب ہم اوپر دے آئے ہیں۔

اب دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ **شریعت کیا چیز ہے**؟ اس سوال کا جواب اس بات کو صاف کر دے گا کہ مطلق شریعت کے وجود کو لعنت قرار دینا خود ایک لعنتی خیال ہے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ جب تک انسان زندہ ہے مذہب کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ مذہب اس طرز کا نام ہے جس میں انسان اپنی زندگی گزارتا ہے۔ تو اب شریعت کا سمجھنا بھی آسان ہو گیا کیونکہ شریعت ان قوانین کو کہتے ہیں جن کے مطابق انسان اپنا مذہب یعنی زندگی کی حرکت رکھتا ہے۔ پس اگر مذہب کے بغیر چارہ نہیں تو شریعت کے بغیر بھی چارہ نہیں کیونکہ انسان اپنی زندگی میں کسی نہ کسی قانون کے ماتحت تو ضرور چلے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ کون سا قانون ہو مگر مطلقاً قانون سے علیحدگی ناممکن ہے۔ اگر کوئی انسان شراب پیتا ہے تو یہ ایک قانون ہے۔ اگر شراب سے علیحدگی پسند کرتا ہے تو یہ دوسرا قانون ہے۔ غرض قانون ک بغیر چارہ نہیں۔ ہاں سوال یہ ہے کہ کونسا قانون ہو۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں کسی قانون کو پسند نہیں کرتا بلکہ جو دل چاہے کروں گا اور پھر اپنے آپ کو قانون سے آزاد سمجھے تو یہ اس کی بیوقوفی ہوگی۔ کیونکہ یہ بات کہ جو میرا دل چاہے کروں گا یہ بھی ایک قانون ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کے لئے یہی شریعت ہوگی کہ جو دل میں آیا شتر بے مہار کی طرح کر گزرے۔ غرض جب تک زندگی ہے اس وقت تک مطلق شریعت سے آزاد ہونا ناممکن ہے۔ ہاں سوال وہی ہوگا کہ کونسی شریعت بہتر ہے؟ معروف مذاہب کی پیش کردہ شرائع میں سے کوئی یا وہ جو دل میں آوے کر گزرنا؟ عیسائی مذہب نے خدائی شریعت کو لعنت اور بوجھ قرار دیا مگر ذرا غور کرو کہ نتیجہ کیا نکلا اور اس کے معنے کیا ہوئے؟ یہی نا کہ خدائی شریعت کو چھوڑا اور اس کو لعنت قرار دیا اس لئے کہ اپنی بنائی ہوئی شریعت پر چلیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اب جب ظاہر ہو گیا کہ شریعت ان قوانین کا نام ہے جن کے مطابق انسان اپنی زندگی کو رکھے اور یہ کہ جب تک زندگی ہے قانون کے بغیر چارہ نہیں تو اب سوچو کہ شریعت ایک لعنت ہوئی یا رحمت؟ جس چیز کی انسان کو ہر قدم پر ضرورت ہو اور جس کے بغیر زندگی ناممکن ہو اس کا خدا کی طرف سے انسان کو دیا جانا کیا کہلائے گا؟ لعنت یا رحمت؟

پس یہ بے شک کہو کہ فلاں شریعت لعنت ہے لیکن مطلق شریعت لعنت نہیں بلکہ سراسر رحمت ہے۔ عیسائی صاحبان اگر ہم کو یہ کہیں کہ موسیٰ پر جو خدا کی طرف سے شریعت اتری تھی وہ لعنت تھی تو خیر کوئی بات ہے لیکن وہ تو غضب کرتے ہیں کہ مطلق شریعت کو ہی ایک لعنت قرار

دیتے ہیں جو محالات عقلی سے ہے۔ ان کے عقائد کا خلاصہ تو یہ نکلتا ہے کہ جو موسیٰ پر خدا کی طرف سے شریعت اتری وہ لعنت تھی اور جو شریعت ہم دنیا میں ہر روز اپنے لئے آپ بناتے ہیں وہ رحمت ہے۔ بلکہ اسلام شریعت کو ایک رحمت قرار دیتا ہے۔ ایک آفتاب ہدایت منواتا ہے جو اس غرض سے کہ ہم دنیا کا سفر بغیر تکلیفوں اور دکھوں میں پڑنے کے سیدھے راستے پر آرام کے ساتھ طے کر سکیں عالم روحانی کے افق سے طلوع ہوا ہے۔

آزادی کا غلط مفہوم

بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کان کو بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن غور سے دیکھو تو باطل اور لغو نکلتی ہیں۔ انہی باتوں میں سے وہ خیال ہے جو آج کل آزادی کے متعلق عام طور پر نو تعلیم یافتہ گروہ میں رائج ہے۔ قانون سے علیحدگی کو آزادی سمجھ لیا گیا ہے اور خیال کر لیا گیا ہے کہ بس انسان کو اس بات کا اختیار ہونا چاہئے کہ جو چاہے کر گزرے اور اس کی حرکات میں کوئی ذرا سی بھی روک ہو تو وہ آزادی کے خلاف ہے حالانکہ آزادی کا یہ مفہوم بالکل غلط اور بیہودہ ہے۔ اور اگر غور سے دیکھو تو مطلقاً آزادی تو اس دنیا میں ناممکن ہے کیونکہ انسان کسی نہ کسی قاعدہ کے ماتحت تو ضرور چلے گا جیسا کہ ہم مذہب اور شریعت کے تحت میں بیان کر آئے ہیں۔ اگر شراب کے روکے جانے کو وہ برا سمجھتا ہے اور اسے قید خیال کرتا ہے تو شراب پینا بھی تو ایک پابندی اور قید ہے جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ غرض جب تک انسان زندہ ہے وہ کوئی نہ کوئی کام تو ضرور کرے گا۔ ہاں سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا سوسائٹی کی طرف سے انسان کو یہ اجازت ہونی چاہئے کہ وہ جو جی چاہے کر گزرے یا انسان کی زندگی کو بعض قواعد کے ماتحت لانا چاہے؟ سو اس کے متعلق سوچنا چاہئے کہ اگر امر اوّل کو اختیار کیا جاوے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ یہی نا کہ چور چوری کرے گا اور اس کو کوئی نہ روک سکے گا۔ کیونکہ اس سے روکنا اس کی آزادی کے خلاف ہے۔ ڈاکو ڈاکہ مارے گا اور اس کو کوئی نہیں روکے گا کیونکہ یہ اس کی آزادی کے خلاف ہے۔ زانی شریف آدمیوں کی لڑکیوں اور بہنوں کو خراب کرے گا اور اس کی طرف کوئی ہاتھ نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس سے اس کی آزادی میں فرق آتا ہے۔ طاقتور کمزور لوگوں کے حقوق دبائے گا اور ان پر خواہ مخواہ کے ظلم روا رکھے گا اور اس کو کوئی کچھ نہ کہے گا کیونکہ وہ آزاد ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ غور کرو کیا ایسی سوسائٹی میں شریف انسان ایک لحہ کے لئے بھی زندگی گزار سکتا ہے۔ تم کہو گے کہ نہیں بلکہ ایسے شریروں کو زبردستی روکنا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں درست مگر ان کی آزادی کہاں گئی؟ اس کے جواب میں ہر ایک عقلمند انسان کہے گا کہ آزادی یہ نہیں کہ جو بات جی میں آئے انسان کر گزرے بلکہ صحیح آزادی یہ ہے کہ جو مفید اور حق بات انسان کرنا چاہے وہ کر سکے۔ بس یہی ہمارا مطلب ہے کہ آزادی کا یہ مفہوم غلط ہے کہ جو جی میں آئے کر گزرنا بلکہ آزادی کے معنی یہ ہیں کہ جو واقعی حق اور مفید بات ہو وہ کر سکنا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حق بات سے یہ مراد نہیں کہ جو کرنے والے کے خیال میں حق ہو وہ کر سکنا آزادی ہے بلکہ جو واقعی عقل کے نزدیک حق ہے اس کے کرنے کی طاقت یہ آزادی ہے۔ ورنہ بعض اوقات چور چوری کو حق سمجھتا اور زانی زنا کو جائز قرار دیتا ہے۔ اب دیکھو کہ جب آزادی کی یہ تعریف ہوئی تو ماتحتی اور آزادی متضاد نہ رہے بلکہ اگر ماتحتی ایسی ماتحتی ہے کہ جو حق بات کے کرنے سے نہیں روکتی تو وہ آزادی ہے اور اگر آزادی ایسی آزادی ہے جو بری باتوں کا راستہ کھولتی اور حق بات کرنے سے روکتی ہے تو وہ آزادی نہیں بلکہ ماتحتی ہے۔ غرض قواعد کی پابندی کو غلامی کہنا ایک ابلہانا خیال ہے کیونکہ اگر قواعد ایسے ہیں کہ انسان کو بری باتوں سے بچاتے اور نیک باتوں کے کرنے کا راستے کھولتے ہیں تو وہ قواعد غلامی نہیں بلکہ آزادی پیدا کرنے والے ہیں۔ پس آزادی یہ ہے کہ حق بات کر سکنا اور غلامی یہ کہ حق بات کے کرنے سے روکا جانا مگر حق سے مراد وہ حق ہے جو واقعی عقل انسانی کے مطابق ہو نہ کہ جس کو کوئی خاص فرد حق سمجھے۔ اور یہ آزادی کہ جو بات جی میں آئے کر سکنا، اس جہان میں جہاں بد اور نیک خیالات ہر دو کی رَو جاری ہے صحیح آزادی نہیں۔ اسی لئے ہم اس کے ساتھ ہیں کہ جو کہتا ہے

اس جہاں میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

(ریویو آف ریلجنز جلد ۱۲ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۹ء)

کیا جماعت احمدیہ

بغیر مخالفت کے آسانی سے معرض وجود میں آگئی!

اقبال کا بے بنیاد نظریہ

(شیخ عبدالماجد۔ لاہور)

سر اقبال نے پنڈت نہرو والے مضمون (جنوری 1936ء) میں یہ تاثر دیا ہے کہ ایک اسلامی ملک میں جہاں کافی جہالت موجود ہو، الہام کی سند پر دعویٰ کرنے والے کے گرد لوگ آسانی سے جمع ہو جاتے ہیں۔ نیز لکھا کہ پنجاب میں مبہم دینیاتی عقائد کا فرسودہ جال، سادہ لوح دہقانوں کو آسانی سے مسخر کر لیتا ہے۔

It is easy in a subject Muslim Country to have a political theology and to build a community and in the punjab theologcal expressions can easily capture the innocent peasant .

اقبال کہنا چاہتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے بانی نے جو جماعت تشکیل دی ہے اس میں انہیں کسی مخالفت یا دقت کا سامنا نہیں ہوا۔ کیونکہ انہوں نے منطق (logic) کی بجائے الہام کی سند پیش کر دی۔

He declared himself arecipient of devine revelation.

پھر کیا تھا لوگ جوق در جوق ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اور نہایت آسانی سے جہلا کی ایک جماعت معرض وجود میں آ گئی'۔

راقم عرض کرتا ہے کہ بغیر کسی مخالفت کے آسانی سے جماعت کے تشکیل پا جانے کی بات حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔

جیون تت۔ دیو سماج

چنانچہ سلسلہ احمدیہ کے بانی کی وفات پر "جیون تت" کے سیکرٹری نے لکھا:

" مرزا صاحب اپنے خاص عقائد اور ارادہ کے پکے تھے۔ اس لئے انہیں اپنی راہ میں بہت سخت **مخالفتیں** سہنی پڑیں"۔

(بحوالہ اخبار "بدر" قادیان ۲ جولائی ۱۹۰۸ء)

کرزن گزٹ۔ دھلی

اسی طرح "کرزن گزٹ" کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

"اس (یعنی حضرت مرزا صاحب۔ ناقل) نے...... مخالفتوں اور نقطہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج پر پہنچ گیا"۔

(محوالہ کتاب "سلسلہ احمدیہ" ص ۱۸۹)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو چاروں طرف سے مخالفت کا ایسا طوفان اٹھا کہ الحفیظ والامان۔ اور یہ مخالفت آپ کی تاریخ وفات تک جو ۱۹۰۸ء میں ہوئی، برابر تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی گئی اور ہر قوم اس مخالفت میں حصہ لینے کو فخر سمجھنے لگی۔ ماموریت کے الہام کے بعد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کچھ اوپر چھبیس سال زندہ رہے اور بیعت کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد آپ نے اس دنیا میں قریباً بیس سال گزارے جو قمری حساب سے قریباً ۲۱ سال کا زمانہ بنتا ہے۔ اس طویل عرصہ میں مخالفت کی انتہائی شدت برابر جاری رہی۔ آپ کے قریبی رشتہ داروں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ آپ کی بستی والوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ شہروں کے باشندوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ دیہات کے رہنے والوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ امیروں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ اور غریبوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ مولویوں نے بھی آپ کی مخالفت کی اور انگریزی خوانوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے بھی آپ کی مخالفت کی اور عیساؤں نے بھی مخالفت کی اور ہندوؤں نے بھی مخالفت کی۔ آزاد خیال والوں نے بھی مخالفت کی اور ہر طبقہ اور ہر ملت نے مخالفت کے ناپاک خون میں اپنے ہاتھ رنگے۔

(خلاصہ تحریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

ظاہر ہے سر اقبال کی تحقیق کا یہ پہلو کہ جماعت احمدیہ نہایت آسانی سے معرض وجود میں آ گئی اور سادہ لوح دہقانوں میں بھی آسانی سے (Easily) پھیل گئی۔ پیش آمدہ واقعات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی وانڈین، سلے اور اَن سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک Bela Boutique

☆ موسم گرما کے لئے سٹیپل، کاٹن، لیلن، واش اینڈ ویئر اور لان
☆ عروسی ملبوسات میں غرارہ، لہنگا، راجستھانی فراک کے علاوہ شلوار، کرتا اور پشواش کی ورائٹی
☆ گرمیوں کی زنانہ سینڈل اور چپلیں، چوڑیاں، میچنگ جیولری۔ ہر طرح کے زنانہ لباس کی سلائی کا انتظام
☆ ھول سیل کی سھولت

Tel: 069/24279400 - 01702128820

Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (دوکان نمبر ۲۹۔ ھمراہ رائل جیولرز)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201　　FAX: 04504-202

خطبہ جمعہ

یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہماری تمام برکتیں درود سے وابستہ ہو چکی ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلے گا

دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت پھیل رہی ہے درُود شریف کی گونج سے وہ سارے علاقے گونج اٹھنے چاہئیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲؍مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲؍امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(سورة الاحزاب آيت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)۔ درود شریف کی برکتوں سے متعلق گزشتہ خطبے میں میں نے کچھ مضمون بیان کیا تھا۔ اس خطبے میں انشاء اللہ اسی مضمون کو حدیثوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں کے ساتھ آگے بڑھاؤں گا۔

پہلی حدیث جو میں نے چنی ہے وہ سنن ابن ماجہ کِتَابُ اِقَامَۃِ الصَّلوٰۃِ وَالسُّنَّۃِ فِیْھَا سے لی گئی ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب چاہے تو اس میں کمی کرے چاہے تو اسے زیادہ کرے۔ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها) ۔ یہ دن رات کے ہر عرصے پر پھیلا ہوا مضمون ہے جس وقت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دھیان جائے آپ پر درود بھیجنا چاہئے کیونکہ جس نسبت اور جس شدت اور خلوص کے ساتھ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں گے اسی نسبت، اسی شدت، اسی خلوص کے ساتھ فرشتے بھی ہم پر درود بھیجیں گے۔

یہاں یہ قابل توجہ امر ہے کہ اللہ درود بھیجتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کیسے درود بھیجتا ہے۔ اللہ کے درود بھیجنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ گویا اللہ کسی اور سے دعا کرتا ہے۔ وہ برکتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرماتا ہے ویسی ہی برکتیں حصہ رسدی ان مومنوں کو بھی عطا فرما دیتا ہے جنہوں نے پورے خلوص اور محبت واخلاص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجا۔ اب اس میں کمی یا زیادتی کرنی، مراد ہے زیادہ وقت درود بھیجنا یا کم وقت بھیجنا ہر شخص کی اپنی توفیق کے مطابق ہے۔

ایک اور حدیث سنن ابن ماجہ سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا اس نے جنت کا رستہ کھو دیا، یا وہ جنت کے رستے سے ہٹ گیا۔ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها باب الصلوٰة على النبى ﷺ)۔ اب یہاں لفظ بھولنا استعمال ہوا ہے جس سے بظاہر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر کوئی بھول کر بھی کبھی رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجے اور بھول جائے اس بات کو تو ہر وقت اس کا مؤاخذہ ہوگا اور وہ جنت سے بھٹک جائے گا۔ یہاں لفظ نَسِیَ کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم اس کے ایک اور معنے بیان فرماتا ہے انہیں معنوں کا یہاں اطلاق ہوتا ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ"۔ اس نصیحت کے بعد فرمایا "وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ" ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ وہاں بھلانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل سے کلیۃً نکل گئی اور وہ لوگ جو اپنے دل کو اللہ کی یاد سے خالی کر بیٹھتے ہیں۔ پس نَسِیَ کا یہی معنی اس حدیث میں درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مجھ پر درود بھیجنا بھلا بیٹھتے ہیں ان کو یاد ہی نہیں آتا کہ اس درود کی کتنی اہمیت ہے وہ لوگ ہیں جن کا جنت کا رستہ کھویا جاتا ہے۔ ورنہ کبھی اتفاقاً بشری کمزوری کی وجہ سے یا دیگر مصروفیات کے باعث انسان اگر درود پڑھنا بھول جائے تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ اسی وقت جنت کے رستے سے ہٹ کر جہنم کے رستے کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے۔

ایک حدیث سنن ابی داؤد سے کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ سے لی گئی ہے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی، اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی جسم مٹی بن گیا ہوگا تو اس وقت ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس پر سے سرسری گزرنا نہایت بے وقوفی ہوگی کیونکہ اس میں بہت سے مضامین ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کو کھول کر، ان کی تلاش کر کے پوری تحقیق کے ساتھ ان کو سمجھنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے لفظ جمعہ کا تعلق ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ سب دنوں میں بہترین ہے۔ فرمایا ہے جمعہ بہترین دنوں میں سے ایک ہے اور اس دن آدم کی پیدائش ہوئی۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی پیدائش کے متعلق دوشنبہ کا دن بتایا جاتا ہے، پیر کا دن۔ اگر یہ معنی لئے جائیں کہ جمعہ چونکہ بہترین دن تھا اس لئے آدم کی پیدائش ہوئی، تو پھر اس دن رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کیوں نہ ہوئی۔ پس آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ بہترین دن ہے بلکہ بہترین دنوں میں سے **ایک دن** ہے ایک تو یہ پہلو ہے جسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرا جمعہ کا مضمون بہت گہرا اور وسیع ہے اس سے جو لفظ جمعہ، جمعہ کے دن پر اطلاق پاتا ہے۔

جمعہ ایک زمانے کا نام ہے اور اس زمانے میں جمعیت کے معنے داخل ہوتے ہیں مختلف چیزوں کا آپس میں ملا دینا۔ پس جب اس پہلو سے اس حدیث کا مطالعہ کریں تو بہت وسیع مضمون ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ اگر قیامت کا دن مراد ہو تو وہاں جمعہ کے دن کی کیا بحث ہے وہاں تو ازل اور ابد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہاں یہ بحث ہی نہیں ہوتی کہ دن کون سا ہے۔ قیامت کا وقت تو ایک عرصے کا نام ہے اور یہ جو دن ہم گنتے ہیں ان دنوں کی بحث نہیں ہے۔ اس میں طویل زمانے کا نام ہے اور اس کو جمعہ کہنا کن معنوں میں درست ہے صرف ان معنوں میں کہ اس دن تمام اگلے اور پچھلے اکٹھے کر دئے جائیں گے۔

اور جمعہ میں یہ اولیت کا مضمون جو ہے یہ اولیت رکھتا ہے لفظ جمعہ میں داخل ہے اور اس کی ہر شکل میں اس مضمون کی کوئی نہ کوئی تصویر ملے گی۔ پس یہ جو فرمایا کہ اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہو گیا تو جہاں تک اخروی دنیا کا تعلق ہے جمعہ کے یہ معنے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اولین اور آخرین سارے اکٹھے ہو جائیں گے اور وہ ایک دن نہیں ہوگا کہ سورج چڑھا اور دن ہوا اور سورج غروب ہوا تو دن غروب ہوا بلکہ ایک زمانہ طلوع ہوگا اور اس سارے زمانے کا نام جمعہ ہے۔

دوسری بات جب اس دنیا پر اس کا اطلاق کر کے دیکھیں تو ایک اور مضمون ابھرتا ہے جس کا سورہ جمعہ میں ذکر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی روز نفخ صور ہو گا یعنی **تمام بنی نوع انسان کو محمد رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ آله وسلم کے دین کی طرف بلایا جائے گا اور یہ نفخ صور حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ھے اور اس کے متعلق بکثرت شواھد ملتے ھیں احادیث میں بھی اور گزشته اولیاء کے حوالوں سے بھی که یه وعده که تمام دنیا کے ادیان پرمحمد رسول الله ﷺ کا دین غالب آئے گا یه مسیح موعود کے زمانے میں پورا ھونا ھے۔**

اس لئے نفخ صور کہ اگلے اور پچھلے اکٹھے ہو جائیں یہ ہر پہلو سے ہو گا۔ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ بھی تو فرمایا ہے۔ یہ وہ دور ہو گا کہ تمام انبیاء محمد رسول اللہ کی غلامی میں اپنی قوموں کے ذریعے حاضر ہو جائیں گے۔ پس بہت وسیع مضمون ہے جو اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے لیکن اس کی وسعت پر نظر رکھنی انتہائی ضروری ہے ورنہ سرسری گزرنے سے یہ سارے معانی ہاتھ سے ضائع ہو جائیں گے۔ تو دوسرا صور پھونکنے کا معنی ہے وہ دور جس میں تمام دنیا کی قوموں اور تمام انبیاء کے پیروکاروں کو دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف بلایا جائے گا ان معنوں میں اگلے اور پچھلے سب اکٹھے کر دئے جائیں گے۔

اور 'اسی روز غشی ہو گی'۔ غشی ہونے کا مفہوم اگر دنیا میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عظیم عالمی جنگ اسی دور میں ہو گی جس کے نتیجے میں تمام بنی نوع انسان تتر بتر ہو جائیں گے اور ایسا حال ہو گا جیسے غشی طاری ہو گئی ہے اور یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقدر ہے۔ نہ صرف یہ کہ مقدر ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارہا اس کی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ ہی کے زمانے میں یعنی اے مسیح تیرے ہی زمانے میں یہ عظیم عالمی جنگیں ہو نگی اور ان جنگوں میں آپ کے سامنے ایٹمی ہتھیاروں کے ذریعے لڑائی کی پیشگوئی بیان کی گئی اور یہ مضمون بھی میں بارہا بیان کر چکا ہوں، بڑا تفصیلی ہے۔ **حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایٹمی جنگ کے بغیر حقیقت میں غلبۂ اسلام ممکن نهیں ھے۔** ایٹمی جنگ کے ذریعے بڑی بڑی طاقتیں کچلی جائیں گی اور ان کے دماغ درست ہو جائیں گے اس وقت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کے لئے ذہنی اور نفسیاتی لحاظ سے تیار ہو نگی اور یہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقدر تھا کیونکہ آپ ہی نے سب کو محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنا تھا اس لئے ایٹم کے زمانے کے متعلق قرآن کریم میں جتنے حوالے ملتے ہیں وہ آخری دور میں پورے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔

اور اس کے ساتھ مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کو ملا کر دیکھیں تو صاف سمجھ آجاتا ہے کہ جس کے زمانے میں یہ واقعہ ہونا ہے اس کو خدا نے واضح طور پر بتا بھی دیا کہ تیرے زمانے میں ایسی لڑائیاں ہو نگی کہ جہاں کثرت کے ساتھ زمین کے بعض خطوں سے زندگی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اب کوئی منصف انسان ذرا بھی دل میں انصاف رکھتا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اپنے آپ کو منتقل کر کے دیکھے کیا وہ ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے اس زمانے کے ہتھیاروں کو پیش نظر رکھ کر کہ لڑائی ہو رہی ہو اور زمین سے زندگی کا نام و نشان مٹ جائے۔ جہاں لڑائیاں ہوتی ہیں وہاں تو گدھ بھی اترتے ہیں، وہاں غول بیابانی آجاتے ہیں اور طرح طرح کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں یہ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نقشہ کھینچتے تو انسان سمجھ سکتا تھا کہ کسی انسان نے اپنی فہم کے مطابق ایک تصور باندھا ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام یہ تصور باندھ ہی نہیں سکتے تھے، اس وقت کی عالمی جنگوں کی خبر دے رہے ہیں اور زندگی کا نشان مٹا رہے ہیں۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے جہاں عالمی جنگیں ہوتی ہیں وہاں تو کئی منحوس زندگی کی شکلیں زیادہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا دور ہے جس کے متعلق فرمایا ہے اسی روز غشی ہو گی یعنی وہ اتنا خطرناک دور ہو گا کہ پہلے لوگ مدہوش کر دئے جائیں گے، مارا مار پھریں گے، کچھ سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا ہو گیا ہے دُنیا کو۔ پھر وہ دین اسلام کی طرف راغب کئے جائیں گے۔

اور اس کے بعد فرمایا پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ پس جماعت کے لئے دیکھو کتنی بڑی خوشخبری ہے اس میں کہ **یه وه زمانه ھے جس میں هماری تمام برکتیں درود سے وابسته ھوچکی ھیں۔ یه وه زمانه ھے جس میں کثرت سے درود بھیجنے کے نتیجے میں هم ان عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور الله تعالیٰ کے فضل سے درود ھی کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلے گا۔** ظاہر بات ہے جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو گے تو رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کی کثرت ہو گی۔ کیونکہ آسمان سے خدا اور اس کے فرشتے بھی درود بھیج رہے ہونگے جس کے اندر ایک عددی برکت بھی شامل ہوتی ہے۔ **پس کثرت سے درود بھیجو۔ الله تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے تم پر اور خدا کے فرشتے بھی تم پردرود بھیجیں گے اور اس کے نتیجے میں عددی برکت بھی نصیب ھو گی۔**

اب یہ اگلا حصہ ہے جو قابل توجہ ہے۔ راوی کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپؑ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہو گا تو اس وقت ہمارا دُرود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ یہاں ایک غلط فہمی دور کر لیں کہ مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ، نعوذ باللہ من ذلک، رسول اللہ ﷺ اپنی قبر جو جسمانی مٹی کی قبر ہے اس میں زندہ باشعور لیٹے ہوئے ہیں اور مٹی کو حکم نہیں ہے کہ آپ کو چکھے اور اس تنگ قبر میں لیٹے لیٹے آپ پر درود پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ نہایت جاہلانہ تصور ہے جو ازمنۂ گزشتہ کے ملاں تو رکھ سکتے ہیں مگر کوئی باشعور انسان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم الشان مرتبے سے واقف ہو، اس کی خاک سے بھی واقف ہو، ناممکن ہے کہ وہ یہ خاکی تصور بھی کر سکے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے ہیں اور کس شان کی زندگی ہے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مسیحی کہتے ہیں مسیح آسمان پر اپنے رب کے دائیں طرف جا بیٹھا۔ دائیں طرف بیٹھنے سے مراد ہے اس کو ایک عزت کا مقام اور مرتبہ ملا ہے مگر وہ ظاہری معنے جتنے بھی کرتے پھریں ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے رب کے حضور اس کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ آپؐ کا دائمی روحانی وجود جو بھی شکل رکھتا ہے اس کا تصور ہم نہیں باندھ سکتے، نہ قرآن کریم اس کے متعلق ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے ٹامک ٹوئیاں ماریں۔ ہم سوچ ہی نہیں سکتے۔ قرآن کہہ رہا ہے تمہیں پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ تم کس شکل میں دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ جب ہمیں اپنا نہیں پتہ لگ سکتا تو محمد رسول اللہ کا کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ آپ کی کیا روحانی شکل اور صورت اور حیثیت ہو گی۔

پس اس خیال سے یہ تصور نہایت ہی گستاخانہ ہے کہ گویا قبر کے اندر رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور باشعور ہیں اور اسی قبر میں جہاں ہلنے کی بھی گنجائش نہیں ہے وہاں ہر وقت فرشتے درود لے کے پہنچ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ملاء اعلیٰ میں ہیں۔ اس مادی قبر میں نہیں ہیں۔ لیکن اس جواب کا پھر کیا مطلب ہے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اللہ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے مراد یہ ہے کہ وہ اس زمین میں نہیں رہیں گے، وہ آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ اہل زمین نہیں سوچ سکتے کہ زمین پر انبیاء کے وجود حرام ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے ان کی آسمانوں کی طرف رفعت ہوتی ہے چنانچہ دوسری احادیث بڑی وضاحت سے یہ مضمون بیان فرما رہی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ انبیاء کی روح تین دن کے اندر صعود کر جاتی ہے۔ اب تین دن کے اندر روح صعود کر گئی تو قبر میں پھر کیا باقی رہا۔ اس لئے غور کرنا چاہئے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر ہو اور آپ کی شان بیان ہو رہی ہو وہاں اسی نسبت سے اپنے ذہنوں کو تیز کریں اور غور و فکر کر کے رسول اللہ ﷺ کا مقام اپنے تصور میں لانے کی کوشش کریں۔ ہر نبی کا صعود اگر چالیس دن سے پہلے پہلے تین چار دن کے اندر ہی ہو جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا صعود تو لازماً اس عرصہ میں ہو چکا ہے اور مٹی پر آپ کا وجود حرام ہو گیا ہے۔ اس کا ظاہری معنی اگر کوئی یہ کرنا چاہے کہ مٹی انبیاء کے وجود کو خراب نہیں کرتی تو یہ کر سکتا ہے، بے شک کرے مگر اس میں زندگی نہیں ہوتی۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ بعض احمدیوں کی قبروں کو جب اکھیڑا گیا اور کئی دن کے بعد اکھیڑا گیا جبکہ دشمنوں نے شرارت کے ساتھ ان کو قبروں سے باہر نکال کر کہیں اور دفن کرنے پر اصرار کیا تو دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ ان میں کسی قسم کی کوئی بدبو نہیں تھی بالکل تر و تازہ لاش تھی اور اس پر احمدی نہیں بلکہ کثرت کے ساتھ غیر احمدی گواہ ہیں اور یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں ہوا، کئی دفعہ ہوا ہے۔

پس اس پہلو سے انبیاء کے متعلق یہ بیان کرنا اور یہ تسلیم کر لینا کہ انبیاء کے جسم کو مٹی خراب نہیں کرتی یہ معنے لازماً درست ہیں لیکن جو اصل روحانی معنی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء کے وجودوں پر زمین قبضہ نہیں کر سکتی، وہ آسمان کے لئے بنائے گئے ہیں، وہ رفعتوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے اگر ظاہری وجود کو بھی مسخ نہیں کر سکتی تو ان کی روح پر قابض کیسے ہو سکتی ہے۔ پس مٹی کا کام نہیں کہ انبیاء کو اپنی رفعتوں اور اپنے صعود سے روک سکے۔ یہ معنی ہیں جو اس حدیث سے پوری طرح کھل کر سامنے آتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان کے مطابق ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

ایک روایت سنن ابن ماجہ کِتَابُ اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃِ وَالسُّنَّۃِ فِیۡھَا سے لی گئی ہے۔ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ اب یہ حدیث دراصل ان معنوں میں حدیث نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس طرح مجھ پر درود بھیجو۔ وہ حدیث میں پہلے پڑھ چکا ہوں اور کامل درود وہی ہے جس کا ذکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو التحیات کے بعد نماز میں ہمیں پڑھنے کا حکم ہے۔ اس پر جتنا غور کریں ہر پہلو سے وہ کامل ہے اور وہی

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

اصل ہے لیکن صحابہ نے اپنی محبت اور عشق میں کئی طریقے سوچے ہیں کہ اس طرح بھی درود بھیجو تو اس طرح تمہاری محبت بڑھے گی اور یہ ساری وہ باتیں ہیں جو عام انسان پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا لیکن نمونۃً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس طرح درود پڑھنے کے کچھ طریقے صحابہ نے سکھائے۔ مگر اصل وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود سکھایا اور اسی میں درود کی ہر صورت شامل ہو جاتی ہے۔

بہر حال یہ حدیث یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ درود اچھی طرح بھیجا کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے وہ آنحضرتؐ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔ اب رسول اللہ ﷺ تو قطعی طور پر فرمار ہے ہیں کہ پیش کیا جاتا ہے اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ پیش کیا جاتا ہو اس لئے اچھی طرح بھیجا کرو۔ اس حدیث میں محبت کا اظہار تو ہے مگر اس حدیث کو جو رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے اُس طریقِ درود کو جو رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے اس کو یہ مضمون چھو بھی نہیں سکتا۔ راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو اے اللہ اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین محمدؐ اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسولِ رحمت ہیں۔ اے اللہ تو حضرت محمدؐ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔

اب یہ ایک عاشق صحابیؓ کا درود بھیجنے کا ایک اپنا طریق ہے اور اس میں وہ بہت سی باتیں، بہت سے القابات ایسے بیان فرمائے گئے ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے طریق میں ذکر نہیں ملتا اور میرے نزدیک وہی درود کامل ہے اور اس میں سارے درود شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے صحابہ کو سکھایا۔ اب میں گزشتہ خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس بیان کر رہا تھا جب وقت ختم ہوا اور یاد دہانی کی خاطر میں دوبارہ شروع سے ہی وہ نشان آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں درود کی برکات کا ذکر ہے۔

نشان نمبر ۷۷ تاریخ ۱۸۸۰ عیسوی یعنی دعویٰ ماموریت سے پہلے کا نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں درج فرمایا ہے "ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقے سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے دعا سکھلائی "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، اور القاء ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال"۔ یہ حصہ بیان کرنے والا رہ گیا تھا جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ ایک طرف درود سکھایا گیا جس کی برکت سے شفا ہو گئی، دوسری طرف شفا کا جو ظاہری جسمانی طریقہ تھا وہ بھی سکھایا گیا۔ پس یاد رکھیں کہ محض دعا پر انحصار کافی نہیں کیونکہ قانون قدرت بھی اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ اگر دعا قبول ہو تو اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ خود ہی وہ مادی طریقہ بھی سمجھا دیتا ہے جسے ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔

اور درود شریف کی برکت کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھا دیا کہ پہلے اللہ کی حمد اور اس کی عظمت بیان کر پھر دُرود پڑھ اور اس کے نتیجے میں مجھے شفا ہو گی لیکن مادی طریق پر وہ ریت حاصل کر جس میں کچھ دریا کا پانی ملا ہوا ہو۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس بیماری سے اس کا کیا تعلق تھا کہ وہ ریت کا ملنا گویا موت کے منہ سے واپس کھینچ لینے والی بات تھی مگر ہوا یہی۔ "دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو"۔ اب تفصیلی روایات میں ذکر ملتا ہے کہ دریائے بیاس کی طرف آدمی دوڑائے گئے اور فوری طور پر وہاں سے دریا کے پانی میں ریت ملی ہوئی یا ریت میں پانی ملا ہوا وہ حاضر کر دیا گیا۔ اس حالت میں جب آخری وقت سمجھا جا رہا تھا، جب یٰسین پڑھی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی طاقت بھی عطا فرما دی کہ آپ نے اس ریت میں ہاتھ ڈالا اور یہ دعا کرتے ہوئے اپنے جسم پر ملنا شروع کیا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، دو ایسے کلمات ہیں جن کی عظمت کا بیان ممکن نہیں۔ یہ وہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے لیکن اللہ کے نزدیک بہت عظمت اور بہت وزن رکھنے والے ہیں۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پاک ہے اللہ، ہر بدی، ہر کمزوری سے پاک لیکن وَبِحَمْدِهٖ ایسا پاک ہے جس کے ساتھ اس کی حمد بھی، ابدی اور ازلی حمد بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بہت کامل ایک دعا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ازلی اور ابدی عظمتوں کا ذکر ہے اور ایسا برائیوں سے پاک ہونے کا ذکر ہے کہ اس کے ساتھ حمد بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری وساری ہے۔ پس اس پر جتنا غور کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجد کے ساتھ دل بھر جاتا ہے اور لبریز ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، عظمت اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک ہو اگر وہ عظیم ہونا چاہے اور ہر قسم کی حمد سے اپنے آپ کو منور کر لے، جتنی بھی اس کی توفیق ہے اللہ کی حمد میں سے لے اور اپنی ذات میں اس کو جاری کرے۔ اگر عظمت چاہتے ہو تو عظمت کے گُر اللہ سے سیکھو۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، یہ اللہ ہے جو عظیم ہے۔ کہنے کو تو لوگ کہتے ہیں بڑا عظیم ہے خدا مگر عظمت کے یہ طریق ہیں۔ پس مومنوں کو بھی اسی میں اشارہ فرمایا کہ تم عظمتیں اپنے رب سے تلاش کرو اور اس پہلو سے سب سے زیادہ عظمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب سے حاصل کی ہیں، سب سے زیادہ حمد کے ترانے محمدؐ رسول اللہ نے گائے ہیں اور آپ کا وجود ہمارے لئے نمونہ بن گیا۔ عظیم خدا سے تعلق جوڑ کر ایسے عظیم بندے بنا کرتے ہیں۔ پس بہت کامل دعا ہے۔

یہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پڑھی اور جیسا کہ ظاہر ہے بہت دل کی گہرائی سے اس دعا کو آپ نے پڑھا، عام آدمی دعا کرتے کرتے گزر جاتا ہے۔ اس کے تصور میں یہ بات ڈوبتی نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازماً دل کی گہرائی سے اس دعا کو پڑھا ہوگا کیونکہ اس کی برکتیں پھر آپ کو نصیب ہوئی ہیں اور ساتھ ریت کے پانی میں ہاتھ ڈالا اور اپنے جسم پر وہ ملنا شروع کیا۔ فرماتے ہیں "اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اسکو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو القا ہوا کہ یہ جو پانی ہے جس طرح کہ اللہ نے تمہیں سمجھایا ہے، تیرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی ہے اس کو اپنے بدن پر مل۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا "اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا" فرماتے ہیں "ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھ بکلّی صحت ہو گئی" بیماری کا نام و نشان باقی نہیں تھا۔

اب اگر یہ اعجاز نہیں تو پھر کوئی اعجاز دکھاؤ تو سہی دنیا میں۔ لوگ چھپ چھپ کے روتے پھرتے ہیں اور بیماری کا حال یہ ہے کہ سمجھتے ہیں کہ اب گیا اور اب گیا اور اچانک اس کا نام و نشان تک مٹ گیا پھر یہ الہام ہوا "وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ" یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اسکی نظیر پیش کرو" (نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۸۶)۔ ایسا عظیم الشان نشان اس زمانے میں آپ کو ڈھونڈے سے نہیں ملے گا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے اس وضاحت کے ساتھ، اس شان کے کبریائی کے ساتھ اپنے بندے کی حمد کو قبول کیا اور اس کو ہر بیماری سے شفا دے دی۔

اب مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی یہ روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے ایک بار خود حضرت امام علیہ السلام سے سنا" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے۔ "آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور برکت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں"۔ مجھے جو خدا نے "میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا"، کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ فرمایا درود شریف کی برکت سے خدا نے یہ سب درجے مجھے دئے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں"۔ یعنی وہ درود جو انسان کے دل سے اٹھتا ہے، یہ جو پہلے ذکر گزرا ہے کہ خدا کی طرف سے آپ کو پہنچتے ہیں کس طرح پہنچتے ہیں یہ بیان ہے اب۔ ایک ایسا حقیقی بیان ہے، ایک عارف باللہ کا بیان ہے جس نے اپنے تجربے سے اس مضمون کو سمجھا اور اپنے تجربے کو آپ کے سامنے بیان کر رہے ہیں۔

فرمایا وہ اس طرح "نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں" اب سینے میں جذب ہونا پھر قابل توجہ ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایک آدمی کا چھوٹا سا سینہ ہے اس میں جذب ہو رہے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا روحانی سینہ اتنا وسیع ہے کہ عام انسان اس کا تصور بھی نہیں باندھ سکتا۔ اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کا درجہ اور آپ کی عظمت کا مقام جبرائیل سے بلند تر ہے اور جبرائیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی موجود ہے کہ افق تا افق جبرائیل نے تمام جوّ کو بھر دیا۔ اس کو سینہ کہتے ہیں جس کے اندر چیزیں سما جاتی ہیں۔

اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سینے میں جاتے اور اس میں جذب ہوتے ہیں تو یہ مراد ہرگز نہیں کہ ایک انسان کا چھوٹا سا سینہ ہے اس کے اندر یہ نوری ستون جا کر اس میں جذب ہو رہے ہیں، ہرگز نہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ہرگز یہ مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ آپ کے سینے کی وسعت کی انتہا لامحدود ہے۔ کوئی انسان تصور نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک بندے کے روحانی سینے کا حدود اربعہ کیا ہے۔ عظیم الشان سینہ ہے جس میں تمام دنیا میں درود بھیجنے والوں کے درود جذب ہو رہے ہیں اور فرشتوں کے درود بھی جذب ہو رہے ہیں۔

MALIK FOOD

پھر سیل اور سیل ۳۰/مئی ۱۹۹۹ء تک

بکرے کا تازہ گوشت (سالم بکرا) ۸.۹۰ فی کلو — دال چنا (۲ کلو) ۴.۷۰ فی پیکٹ

دال مسور (۲ کلو) ۴.۷۰ فی پیکٹ — چپاتی آٹا (۱۰ کلو) ۷.۰۰ فی پیکٹ

شادی و دیگر پارٹی کے لئے جرمن گورنمنٹ سے پاس شدہ کچن اور کھانا پکانے کے برتنوں کا انتظام موجود ہے

گوشت پلاؤ، گوشت قورمہ، فرنی یا کھیر، مرغی روسٹ ۹ مارک فی کس

ایک بار خدمت کا موقعہ دیں

ملک اکرام الحق

Malik Food

Echenheimer Landste,300- 60435 Frankfurt/M (Germany)

Tel.+Fax: (069) 54 36 28

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہاں جاکر جذب ہو جاتے ہیں "وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں"۔ اب دیکھ لیں کہ ہر درود پڑھنے والے کا درود دوسرے کے درود سے مختلف ہے۔ **کس محبت، کس خلوص، کس عشق کے ساتھ درود بھیج رہا ھے کس گھرائی سے درود کے مضمون کو سمجھ کر بھیج رہا ھے یہ باتیں ھر شخص کے درود کو دوسرے کے درود سے ممتاز کر دیتی ھیں۔** اب اگر رسول اللہ کے سینے میں گویا درود کی ایک ہی نوری صورت جذب ہو رہی ہو اور اسی نوری صورت کا انتشار ہو رہا ہو تو ہر کس و ناکس، ہر بڑے چھوٹے کو ویسا ہی نور ملنا چاہئے۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے متعلق کس قطعیت سے ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ عارف باللہ ہیں۔ یہ مضمون دنیا کے مولویوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ یہ ایک صاحب تجربہ کا بیان ہے اور اتنا درست بیان ہے کہ اس میں کوئی تصحیح ہو ہی نہیں سکتی۔ بعینہ یہی ہوتا ہوگا اور یہی ہوتا ہے اور اسی کا وعدہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا۔ "وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں"۔ جب سینہ لاانتہا وسیع ہے تو اس سے نکلنے والی نالیاں بھی لاانتہا ہیں۔ اور بقدر حصہ رسدی ہر حق دار کو پہنچتی ہیں"۔ جیسا جیسا درود بھیجو گے ویسا ویسا درود کا جواب ملے گا۔

"یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا"۔ یہ "واوین" میں مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ہیں۔ "کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا"۔ اور فرمایا "درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں"۔ اب عرش کا مضمون بھی اس سے بہت واضح ہو گیا اور کھل گیا۔ عرش اس مقام ارفع کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ فائز ہیں اور اس مقام کو حرکت دینے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے درود میں جتنا ارتعاش ہوگا، جتنے جذبات اس کے اندر مچل رہے ہونگے اسی حد تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عرش میں ارتعاش پیدا کرے گا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس دنیا میں بھی جتنی کسی سے محبت ہو، جتنے جذبے سینے میں موجزن ہوں اس کا اثر اسی حد تک دوسرے پر پڑا کرتا ہے اور بعض دفعہ اس ارتعاش کو بغیر لفظوں کے بھی انسان محسوس کر لیتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھنے کا معنٰی یہ ہے کہ دل کے ارتعاش کے ساتھ، جذبات کے ہیجان کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو اور اسی طرح حصہ رسدی آپ کے عرش میں جو اہتزاز پیدا ہوگا اس سے جو نور تم پر اتریں گے ان سے حصہ پاؤ، ان سے فیض اٹھاؤ۔

فرمایا "جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔ اب یہ حرکت جو لفظ ہے یہ عام آدمی کو پڑھتے ہوئے یہاں سمجھ نہیں آئے گی کہ فیض میں حرکت کیسے پیدا ہو۔ اب میں نے آپ کو سمجھا دیا ہے کہ حرکت کے یہ معنے ہیں کہ تمہارے دل میں جذبات مرتعش ہونگے تو اسی نسبت سے رسول اللہ ﷺ کے روحانی وجود میں وہ ارتعاش پیدا ہوگا اور آپ کے نور سے تم بھی برکت پاؤ گے۔

ایک روایت ہے جس میں درود شریف وغیرہ کی تعداد کا بھی ذکر ملتا ہے مگر عمومی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح کثرت سے نصیحت فرماتے ہیں اس میں تعداد پر زور نہیں ہے۔ مگر بعض لوگ جو پوچھا کرتے تھے تو ان کے حسب حالات بعض دفعہ تعداد بھی بتا دیا کرتے تھے اور یہ تعداد الگ الگ ہے ہر شخص کے حال کے مطابق۔

حضرت صاحبزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی، جو مبلغ تہران تھے ایران کے جو پہلے مبلغ مقرر ہوئے ہیں وہ صاحبزادہ عبدالمجید صاحب تھے۔ انہوں نے تہران سے پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اپنے خط ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں لکھا۔ یہ خط پیر منظور محمد صاحب نے شائع کیا ہے۔ ان کے نام انہوں نے وہاں سے خط لکھا جس میں یہ بتایا کہ جب میں چلنے لگا تھا ایران کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے کیا نصیحت فرمائی تھی۔ الفاظ یہ ہیں: "جب یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکا تو حضور نے فرمایا"۔ یہ ایران کے لئے چلنے سے پہلے کی بات ہے بیعت کے وقت۔ آپ نے فرمایا۔ "بیعت کر چکا تو حضور نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے"۔

نماز قضائے حاجت سے مراد کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ عشاء کے بعد دو رکعتیں نفلی طور پر اپنی حاجت روائی کے لئے پڑھا کرو اور یہ رکعتیں زیادہ ہوتی ہیں مگر نفل کے وقت زیادہ ہوتی ہیں، جب تہجد کا وقت ہو۔ عشاء کے بعد آپ نے دو رکعتوں کا ہی فرمایا ہے جس کو زیادہ توفیق ہو وہ زیادہ بھی کر سکتا ہے۔ جو صبح نہ اٹھ سکے وہ رات کو عشاء کے بعد اس نفلی دعا کی رکعتوں کو زیادہ کر سکتا ہے لیکن جو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا وہ یہ تھا "مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو" اب دیکھ لیں سو دو سو دفعہ، صاف بتا دیا کہ معین تعداد ضروری نہیں کثرت ضروری ہے سو دفعہ تو توفیق ہے تو سو دفعہ، دو سو دفعہ کی توفیق ہے دو سو دفعہ مگر گننے کی ضرورت نہیں، کثرت سے ایسا کیا کرو۔ پہلے استغفار کرو اور استغفار کے بعد اسی تعداد میں کم و بیش پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو۔ فرمایا پھر جو مانگنا ہے مانگو۔ "اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکا دے گا"۔ یہ بھی بڑا عجیب سا محاورہ ہے۔ حاجتوں کا انکار نہیں کرے گا، نہیں فرمایا۔ "حاجتوں کو نہیں اٹکا دے گا"۔ انسانی حاجتیں اٹک جایا کرتی ہیں کوئی یہاں پھنس گئی، کوئی وہاں پھنس گئی۔ فرمایا اللہ ان کی اٹک دور کر دے گا اور رواں کر دے گا تمہاری ساری ضرورتوں کو۔

الحکم جلد ۷، ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء کے حوالے سے یہ درج ہے کہ "ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا"۔ اور یہی اصل بنیادی بات ہے۔ "نمازوں کو سنوار کر پڑھو"۔ یہ وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو اور وظیفوں کے سہارے سے اچانک ملاء اعلیٰ تک پہنچنا چاہتے ہو یہ سب فضول باتیں ہیں۔ جو طریق محمد رسول اللہ نے سکھائے ہوئے ہیں انہی پر چلو، یہی سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ "نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں"۔ سب سے بڑا وظیفہ یہی ہے کہ نماز سنوار کر پڑھو اور رفتہ رفتہ نماز کو سنوار کر پڑھنے سے اس میں لذت پیدا ہوتی ہے اور سارے خزانے اسی نماز سے مل جاتے ہیں۔

"صدق دل سے روزے رکھو، صدقہ و خیرات کرو، درود و استغفار پڑھا کرو"۔ تو درود و استغفار پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گویا انسان ایسا صوفی بنے جو نمازوں سے ہی غافل اور مستغنی ہو جائے۔ مرکزی حیثیت نماز روزے کی اپنی جگہ اسی طرح قائم رہتی ہے۔ نمازوں کو درود سے سجاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پہلے ہی وہ طریقہ ہمیں سمجھا دیا ہے کہ نمازوں کو درود سے کیسے سجایا جاتا ہے۔ التحیات کے بعد جب ہم درود پڑھتے ہیں تو اس میں درود کی ساری شکلیں شامل ہو گئی ہیں۔ اور یہی دراصل وہ وظیفہ ہے جس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی انسان کو نصیب ہوتی ہے، یہی وہ چابی ہے جس سے دین اور دنیا کے خزانے کھلتے ہیں۔ (الحکم جلد ۷، ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء)

اب بعض لوگ درود پڑھتے ہیں اس طریق پر کہ درود میں وہ اپنی ساری حاجات درود کے الفاظ میں شامل کر لیتے ہیں اس توجہ سے پڑھنا اور درود کے اندر اپنی حاجات کو شامل کرنا بہت ذہنی توجہ کو چاہتا ہے اور ارتکاز ہونا چاہئے اس میں ایک نقطے کی طرف۔ یعنی درود میں جو برکتیں ہیں ان کی طرف ساری انسانی توجہ ڈوب جائے اور وہاں سے پھر وہ برکتیں کھود کھود کر تلاش کرے۔ یہ مفتی محمد صادق صاحبؓ کو شوق تھا کیونکہ آپ نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ درود ہی کے فیض سے سب کچھ نصیب ہو جاتا ہے۔ تو مفتی محمد صادق صاحبؓ کی روایت ہے جو میں اب آپ کے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "ہنوز میں لاہور کے دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا۔ ۱۸۹۸ء کا یا اس کے قریب کا واقعہ ہے کہ میں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا اور اس میں بہت لذت اور سرور حاصل کرتا تھا۔ انہی ایام میں میں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا۔ اس نے کہا میری آئندہ سے ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی۔ "یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پرزور خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جبکہ قادیان آیا ہوا تھا اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں"۔

اب یہ ایک مشکل ورزش ہے یعنی روحانی ورزش تو ہے مگر بہت مشکل ہے کہ اتنی توجہ کرنی کہ درود شریف میں جب انسان آل کی بات کرتا ہے، اس کی صلوٰۃ، اس کے سلام، اس کی برکتوں کی بات کرتا ہے تو اپنے آپ کو اس آل میں شامل کرے اور اس آل میں شامل ہونے کے لئے جو جو تقاضے ہیں، جو جو روحانی تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں ان کا تصور باندھ کے انسان ان تبدیلیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کا عہد کرتا چلا جائے تاکہ جتنا اس عہد میں سچا نکلے اتنا ہی درود شریف کے اندر جو برکتیں ہیں وہ اسے نصیب ہونی شروع ہو جائیں گی اور اس کی تمام حوائج اور ضرورتیں اسی سے پوری ہونگی۔ یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا کی ضرورتیں ہیں ہی کوئی نہیں۔ بے شمار ضرورتیں ہوتی ہیں اور ہر شخص کے ساتھ وہ ضرورتیں لگی ہوئی ہیں لیکن درود

SATELLITE WAREHOUSE
CNN
MTV Muslim Television AHMADIYYA
· Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

کے ذریعے ان کو مانگنا یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔

پس وہی نصیحت جو پہلے بیان کی گئی ہے میرے نزدیک سب سے آسان اور سب سے زیادہ قابل عمل ہے کہ نمازوں پر زور دو۔ نمازوں میں اللہ کی محبت میں ڈوب کر اللہ کی حمد بیان کرو، اس کی کبریائی بیان کرو، پھر اسی سے مانگو، اسی سے مدد طلب کرو اور اسی سے صراط مستقیم پر چلنے کی دعا مانگو۔ یہ بڑا وسیع تفصیلی مضمون ہے جو بارہا بیان کیا جا چکا ہے۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے سب فضلوں کی کنجی نماز ہے۔ نماز کو سنوارو پھر روزوں کو سنوارو اور اس کے علاوہ ایک بہت بڑا قبولیت دعا کا راز اس میں ہے اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر لو۔ اب یہ کام ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ آسان نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ انسان کو نصیب ہو جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ احباب جماعت درود شریف کی اس برکت سے استفادہ کریں گے۔ اور

تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت پھیل رہی ہے درود شریف کی گونج سے وہ سارے علاقے گونج اٹھنے چاہئیں اور درود شریف کی برکتیں اس طرح آسمان سے نازل ہوں کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے پر دل کی گہرائی سے درود بھیجے۔ یہ اگر کام کر لو تو ساری دنیا کے فاتح ہو جاؤگے۔ مگر اگر یہ کام کر لو تو دنیا کی فتح سے تمہیں کوئی رغبت ہی نہیں رہے گی پھر دنیا جہاں چاہے جاتی پھرے تم محمدؐ رسول اللہ کے لئے دنیا کے دل جیت لوگے اور یہی ہماری بعثت کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

امانت و دیانت کے ایمان افروز واقعات

(مرزا خلیل احمد قمر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقدہ جلسہ مذاہب عالم میں اپنے معرکۃ الآرا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے امانت و دیانت کے خُلق کو ایک بنیادی خلق کے طور پر پیش فرمایا ہے کہ امانت و دیانت کے خلق کو اپنانے کے نتیجے میں انسانی معاشرہ میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ آج یہ عظیم خلق نابود ہوتا جا رہا ہے۔ مٹتے ہوئے اخلاقِ حسنہ کو از سر نو قائم کرنا آج جماعت احمدیہ کا کام ہے۔ چنانچہ اس کی حیرت انگیز مثالیں تاریخ احمدیت میں ملتی ہیں۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی امانت و دیانت کے بعض واقعات ازدیاد ایمان کے لئے پیش ہیں:۔

حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابی تھے۔ آپ کے ۱۸۸۰ء سے حضور اقدس سے تعلقات تھے۔ آپ مہینوں آکر قادیان ٹھہرا کرتے تھے۔ سرخ چھینٹوں کے نشانات کے آپ چشمدید گواہ تھے۔ وہ کرتہ آپ نے حضرت اقدس سے لے لیا۔ سفر ہوشیارپور میں آپ حضرت اقدس کے ہمراہ تھے۔ آپ کو حضور کے ساتھ بہت سے سفروں میں رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ حضرت اقدس کے بارے میں ایک واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت صاحب قادیان کی شمالی جانب سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ میں اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ پر ایک کھیت کے کنارے ایک چھوٹی سی بیری تھی۔ اور اسے بیر لگے ہوئے تھے اور ایک بڑا عمدہ پکا ہوا لال بیر راستہ میں گرا ہوا تھا۔ میں نے چلتے چلتے اسے اٹھا لیا اور کھانے لگا۔

حضرت صاحب نے فرمایا نہ کھاؤ اور وہیں رکھ دو۔ آخر یہ کسی کی ملکیت ہے۔

میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے آج تک میں نے کسی بیری کے بیر بغیر اجازت مالک اراضی کے نہیں کھائے کیونکہ جب میں کسی بیری کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات یاد آ جاتی ہے"۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ملک میں بیریاں عموماً خودرو ہوتی ہیں اور ان کے پھل کے متعلق کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

(سیرت المھدی جلد اول صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳۔ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے۔ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۵ء)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلا اجازت کسی کی چیز لینے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور بچوں کو اس امر کا پابند بنانے میں کوشاں رہتے تھے کہ ان میں امانت کا مفہوم ذہن نشین رہے اور بچپن کے سیکھے ہوئے اخلاق پوری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا محمد اسمٰعیل بیگ صاحبؓ حضرت اقدس کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دن کچھ اصحاب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواکیں بنالیں۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد بھی ساتھ تھے، چھوٹی عمر تھی۔ ایک مسواک کسی نے ان کو بھی دے دی اور انہوں نے بے تکلفی اور بچپن کی وجہ سے ایک دو دفعہ حضور کو بھی کہا "ابا مسواک لے لیں" مگر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا "میاں پہلے ہمیں یہ بتلاؤ کہ کس کی اجازت سے یہ مسواکیں حاصل کی گئی تھیں"۔ یہ بات سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں"۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۱ از مولانا دوست محمد شاہد۔ شائع کردہ، ادارۃ المصنفین ربوہ)

☆......☆......☆

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی جو حضرت اقدس کے خاص صحابی تھے جن کے بارے میں آپ نے ایک مرتبہ فرمایا "میں اور آپ کوئی دو ہیں"، اکثر قادیان تشریف لاتے۔ ہفتوں مہینوں حضرت اقدس کی صحبت اختیار کرتے اور جب اجازت ملتی تب واپس جاتے۔ بعض اوقات ایک دو دن کے لئے قادیان آتے اور مہینوں واپسی کی اجازت نہ ملتی۔ آپ ملازمت کی پرواہ کئے بغیر اپنے امام کے حکم کو مقدم رکھتے اور اجازت کے انتظار میں مہینوں ٹھہرے رہتے۔ جب اجازت ملتی تب واپس ملازمت پر تشریف لے جاتے۔ بعض دفعہ آپ کو ملازمت سے فارغ بھی کر دیا گیا مگر آپ نے حضرت اقدس کو اس امر کی اطلاع تک نہ دی بلکہ حضرت اقدس کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے قادیان قیام کیا۔ اور حضرت اقدس کے گھر "الدار" میں رہائش رکھتے تھے، آپ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ آپ کا تعلق حضرت اقدس سے ۱۸۸۳ء سے تھا۔ آپ حضرت اقدس کی امانت کے سلسلہ میں ایک خوبصورت واقعہ بیان کرتے ہیں جو ایک طرف آپ کی امانت و دیانت کا آئینہ دار ہے اور دوسری طرف تربیت اولاد کا زرین اصول ہے۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل شاہ صاحب مرحوم حضور کے پیر داب رہے تھے کہ شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں پر جیب میں کوئی سخت چیز پڑی ہے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر نکالی تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹی گھڑے کی ایک چپنی اور دو ایک ٹھیکرے تھے۔ میں پھینکنے لگا تو حضور نے فرمایا:

"یہ میاں محمود نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دئے ہیں، آپ پھینکیں نہیں۔ میری جیب ہی میں ڈال دیں کیونکہ میاں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دیں گے"۔(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۷۔ از ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔)

☆......☆......☆

ایک واقعہ میاں روڑا صاحب قادر آباد والے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد صاحب سے سنا کہ "ایک دفعہ دو بیلی حضرت صاحب نے بٹالہ جانے کے واسطے تیار کی...... حضرت صاحب اور کچھ عورتیں بچے ساتھ تھے اور ایک نوکر پیراں دتا بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

راستے میں چلتے چلتے پیراں دتا نے کسی کماد سے گنے بچوں کو توڑ دئے۔ حضرت صاحب نے بچوں کے ہاتھ میں گنے دیکھ لئے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ گنے تم نے کہاں سے لئے ہیں؟۔ بچوں نے کہا کہ پیرے نے دئے ہیں۔ حضرت صاحب نے پیرے سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ اس کماد سے لئے ہیں۔ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) نے کہا یہ کس کی اجازت سے لئے ہیں۔ یہ گنے وہاں چھوڑ آ۔ وہ سب گنے وہاں چھوڑ آیا۔ اور چار پیسے بھی وہاں رکھ آ وہ زمیندار آ کے آپ ہی لے لے گا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد اول صفحہ ۴۰)

☆......☆......☆

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت اقدس کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کو مختلف اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے حضرت اقدس کی زندگی میں بیعت نہیں کی بلکہ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ حضرت اقدس کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ "والد صاحب ہر وقت دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ گھر والے ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ گاؤں والوں کو بھی ان پر پورا اعتبار تھا۔ شریک بھی ویسے مخالف تھے، ان کی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے۔ ہر شخص ان کو امین جانتا تھا"۔(سیرت المھدی جلد اول صفحہ ۲۱۹۔ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۵ء)

☆......☆......☆

حضرت منشی اروڑے خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت ہی عاشق اور فدائی صحابی تھے۔ آپ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی اور تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ حکومت کی طرف سے آپ کو خان بہادر کا خطاب پانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ ریٹائر ہونے کے بعد قادیان آگئے تھے اور دربار پر دھونی جما کر بیٹھ گئے تھے۔ سالن خود پکا لیتے اور روٹی لنگر سے منگوا لیتے۔ آپ اپنا ایک واقعہ امانت و دیانت کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ کی آخری عمر میں ایک نوجوان نے آپ سے سوال کیا بابا ملازمت میں کبھی رشوت تو نہیں لی تھی؟ حضرت منشی صاحب کے چہرے پر جوشِ صداقت سے بھری ہوئی سنجیدگی طاری ہوئی اور فرمایا: "میں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا اور جس دیانت سے کیا اور جو فیصلے کئے اور جس صداقت اور ایمانداری سے کئے اور پھر جس طرح ہر طرح کی نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر سامنے رکھ کر میں اپنے خدا سے دعا کروں

تو ایک تیر انداز سے تیر خطا ہو سکتا ہے مگر میری وہ دعا ہرگز خطا نہیں ہو سکتی"۔

(روزنامہ الفضل ۱۷/جنوری ۱۹۷۶ء)

حضرت میر ناصر نوابؓ صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور آپ کے خسر بھی تھے۔ آپ محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ افسران نہر نے ایک قاعدہ کے ماتحت ان سے سو روپیہ کی نقد ضمانت طلب کی۔ میر صاحب نے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور فی الحقیقت نہیں تھا۔

جو کام ان کے سپرد تھا (اوورسیری کا کام) وہ اس میں ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتے تھے اور لوگ کرتے تھے مگر وہ حلال و حرام میں امتیاز کرتے تھے اور ان کی ملازمت کا عہد رشوت ستانی کے داغ سے بالکل پاک رہا۔ اور اکلِ حلال ان کا عام شیوہ تھا۔

غرض انہوں نے صاف کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں۔ دوستوں اور افسروں نے ہرچند کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض لے کر داخل کر دیں مگر آپ یہی کہتے رہے کہ میں قرض ادا کہاں سے کروں گا۔ میری ذاتی آمدنی سے قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے عزم کر لیا کہ یا تو روپیہ داخل کرو ورنہ علیحدہ کئے جاؤ گے۔ انہوں نے بھی عزم کر لیا کہ علیحدگی منظور ہے۔ مگر معاملہ چیف انجینئر تک پہنچا جب اس نے کاغذات کو دیکھا تو اسے بہت خوشی ہوئی کہ اس محکمہ میں ایسا امین موجود ہے۔ وہ جانتا تھا کہ سب اوورسیئر ہزاروں روپیہ کما لیتے ہیں۔ جو شخص ایک سو روپیہ داخل نہیں کر سکتا اور اسے علم ہے کہ اس عدم ادخال کا نتیجہ ملازمت سے علیحدگی ہے۔ قرض بھی نہیں لیتا کہ اس کے ادا کرنے کا ذریعہ اس کے پاس نہیں یقیناً وہ امین ہے اور میر صاحب کو اس نے ادخالِ ضمانت سے مستثنیٰ کر دیا۔

(حیات نامہ صفحہ ۲۰، ۲۱)

☆......☆......☆

حضرت مولانا حسن علی بھاگلپوریؓ انگریزی زبان کے فصیح البیان مقرر تھے۔ آپ کی تقاریر اس پایہ کی ہوتی تھیں کہ گورنر تک سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ آپ علی گڑھ کے سالانہ اجلاسوں میں بھی تقاریر کرتے تھے۔ آپ کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنے حالات پر مشتمل کتاب "تائید حق" کے نام سے شائع فرمائی جس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ یہ کتاب اتنی دلچسپ ہے کہ اس کو میں نے ایک نشست میں پڑھا ہے۔ آپ کا امانت کے بارے میں ایک واقعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

"ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ قادیان کے ایک احمدی دوست نے متعدد احمدی احباب کی دعوت کی جس میں حضرت مولانا نورالدین اور مولوی حسن علی صاحب بھی تھے۔ جب دعوت سے فارغ ہو کر قیامگاہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ایک مکان تھا اس پر سرکنڈوں کا چھپر تھا۔ اس چھپر سے بعض سرکنڈے جو قریب اور نیچے کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک سرکنڈے سے مولوی حسن علی صاحب نے دانتوں کے خلال کے لئے ایک تنکا توڑ لیا۔ جب حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی حسن علی صاحب کو دیکھا کہ آپ نے خلال کے لئے تنکا توڑا ہے تو آپ کھڑے ہو گئے اور مولوی صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا، مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کی صحبت کا اثر میرے قلب پر بلحاظ تقویٰ کے اس قدر پڑا ہے کہ جس تنکے کو آپ نے توڑا ہے میرا قلب اس کے لئے ہرگز جرأت نہیں کر سکتا بلکہ ایسے فعل کو خلاف تقویٰ اور گناہ محسوس کرتا ہے۔ اس پر مولوی حسن علی صاحب سخت متعجب ہو کر کہنے لگے کیا یہ فعل بھی گناہ میں داخل ہے؟ میں تو اسے گناہ نہیں سمجھتا۔ حضرت مولانا نے فرمایا:

"جب یہ سرکنڈہ غیر کے مکان کی چیز ہے تو اس کے مالک مکان کی اجازت کے بغیر تنکا توڑنا میرے نزدیک گناہ میں داخل ہے"۔

مولوی صاحب کے قلب پر تقویٰ کے اس دقیق عملی نمونہ کا بہت بڑا اثر ہوا۔

(حیات نور صفحہ ۱۹۵ از مولانا شیخ عبدالقادر، سابق سوداگر مل۔ مقام اشاعت چراغ سٹریٹ نمبر ۳۔ دھلی دروازہ لاہور۔ ۱۹۶۳ء)

مغربی افریقہ کے چند ممالک کے زیر انتظام

واگاڈاگو، برکینا فاسو میں منعقدہ Fes Daco میلہ میں

جماعت احمدیہ برکینا فاسو کا کامیاب بک سٹال

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کی وجہ سے سٹال لوگوں کی دلچسپی کا مرکز رہا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو ۲۶/فروری سے ۶/مارچ تک مغربی افریقہ کے چند ممالک کے مشترکہ میلہ "Fes Dako" میں جو واگاڈاگو برکینا فاسو میں منعقد ہوا بہت کامیاب بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔

اس میلے میں بہت بڑا بازار لگایا جاتا ہے جس میں ہر قسم کے سٹال لگائے جاتے ہیں۔ اس میں عیسائیوں کی کتب کے سٹال متعدد سالوں سے لگ رہے تھے۔ جماعت احمدیہ نے قبل ازیں ایک دفعہ سٹال لگایا تھا لیکن پھر اس میں تسلسل نہ رہا۔ اس سال یہ کوشش کی گئی کہ سٹال کو انتہائی پرکشش اور جاذب نظر بنایا جائے تاکہ بکثرت لوگ متوجہ ہوں اور احمدیت کا وسیع پیمانے پر تعارف ہو۔ سٹال پر قرآن کریم کے مختلف تراجم کو خوبصورتی سے سجا کر لگایا گیا نیز اسلامی اصول کی فلاسفی کے تراجم اور دیگر مختلف زبانوں میں شائع شدہ کتب نمائش کے لئے رکھی گئیں۔ مختلف زبانوں میں اسلامی کتب کی وجہ سے ہمارا سٹال زائرین کے لئے غیر معمولی دلچسپی کا موجب بنا رہا۔ سٹال پر ٹیلی ویژن اور ویڈیو کے ذریعہ مختلف پروگرام دکھانے کا انتظام بھی کیا گیا۔ سٹال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تصویر اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کی مختلف تصاویر سے سجایا گیا تھا۔

ہمارا سٹال دس مربع گز کے رقبہ میں تھا اور ہمارے ارد گرد U.N.O اور عیسائیوں کے سٹال تھے۔ ہمارا سٹال سب سے منفرد تھا جس کی وجہ سے ہر وقت لوگوں کی بھیڑ رہتی تھی۔

سٹال پر تقریباً ۶۵۰۰۰ ۷ سیفا فرانک (یعنی ۷۸۶ پاؤنڈ) کی کتب فروخت ہوئیں الحمد للہ۔

آٹھ دن تک منعقد ہونے والے اس میلے میں اسلام کی نمائندگی میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی سٹال تھا۔ ہماری کتب میں فرنچ ترجمہ قرآن کریم، مسیح ہندوستان میں، مسیح کہاں فوت ہوئے، مسیح کشمیر میں نیز حضور انور کی کتاب La Derive Du Christiansme Le Reel Devient Fiction۔ (کرسچیٹی فیکٹس ٹو فیکشن) بہت ہی توجہ کا مرکز رہی اور بڑی تعداد میں فروخت ہوئی۔

اس سٹال کے ذریعہ دوسرے ممالک سے آنے والے احمدیوں سے بھی رابطے ہوئے۔ سینیگال کے احمدی ممبر پارلیمنٹ جو اس میلے کی جیوری کے ممبر تھے جب سٹال سے گزرے تو خوشی سے اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ میری خواہش تھی کہ برکینا فاسو کے احمدیوں سے ملاقات ہو۔ آپ کو دیکھ کر مجھے اپنا گھر اور اپنے بھائی مل گئے ہیں۔

سٹال پر آنے والوں کو خصوصی جیبی کیلنڈر اور جماعت کا تعارف فرنچ زبان میں بطور تحفہ پیش کیا جاتا رہا۔ کچھ دوستوں نے ویڈیو کیسٹ دیکھ کر انہیں ریکارڈ کروانے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس میلے کے بعد ان کو کیسٹس ریکارڈ کر کے دی گئیں۔

اس سٹال کو ہر پہلو سے دلکش اور مفید بنانے کے لئے مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب مبلغ سلسلہ نے ایک ٹیم کے ساتھ دن رات محنت کی اور تمام امور کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(رپورٹ: ریاض احمد خان
امیر و مبلغ انچارج برکینا فاسو)

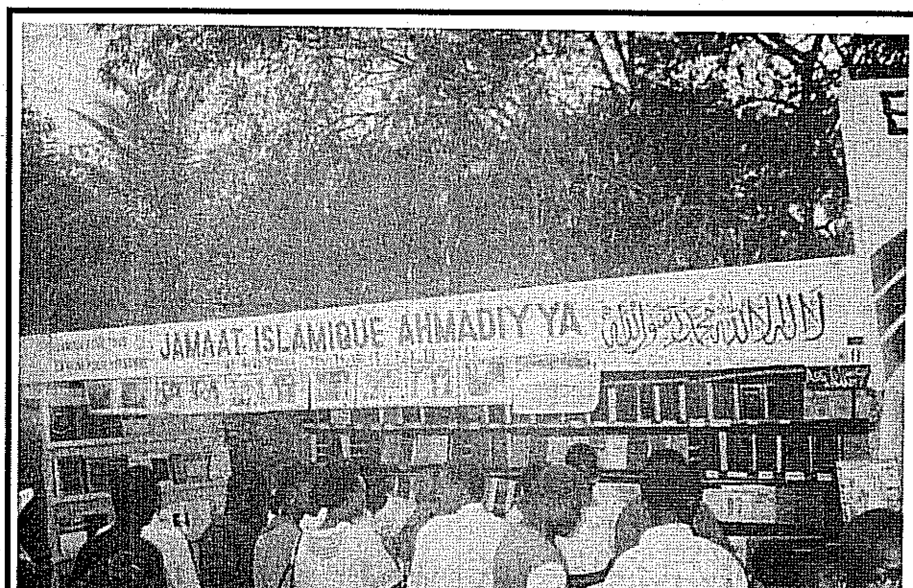

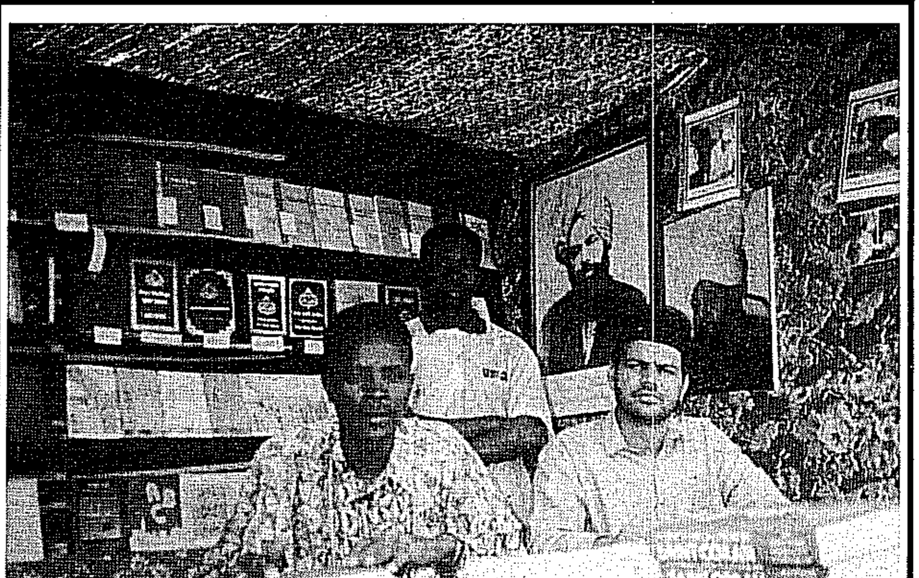

واگاڈاگو، برکینا فاسو میں منعقدہ **Fes Dako** میلہ میں جماعت احمدیہ کے اسٹال کے دو مناظر

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

۷؍دسمبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔(ادارہ)

مسئلہ جہاد

سوال: ایک غیر احمدی دوست نے سوال کیا کہ اس وقت بعض مسلم ممالک میں مختلف حکومتیں، مُلّاں اور جماعتیں جو "جہاد" کر رہی ہیں۔ کیا وہ واقعی جہاد ہے؟ جماعت احمدیہ کے نزدیک جہاد کی کیا تعریف ہے اور جماعت احمدیہ کیسے جہاد کر رہی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا جہاد فرض ہے۔ کوئی مسلمان بھی جہاد کے بغیر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ تاحیات جاری رہنے والا عمل ہے۔ یہ کوئی آنی جانی شے نہیں۔

جہاد کیاہے؟ ہمیشہ خدا کی راہ میں کوشش کرنا۔ یہ ہے جہاد کا خلاصہ۔ بعض اوقات حسب حالات وشرائط یہ جنگ اور لڑائی کی صورت اختیار کر لیتاہے جس کاذکر قرآن کریم میں ایک جگہ ملتاہے۔ جس پر اس سے پہلی مجلس میں تفصیل سے روشنی ڈال چکاہوں۔

جہاد کی سب سے اہم صورت

جہاد کی سب سے اہم صورت قرآن کریم کی مدد سے دوسروں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ حکمت کے ساتھ، محبت، پیار اور دعا کے ساتھ۔ اور یہی وہ جہاد ہے جو ہر نبی کی تاریخ میں اس کی تمام زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے۔ یہ صرف اسلام کا ہی نہیں بلکہ ہر مذہب کاایک بنیادی اور اصولی خاصہ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں روحانی جنگ کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کوئی تلوار نہیں ہوتی بلکہ ان کے مخالفوں کے ہاتھوں میں تلواریں ہوتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں دیئے جاتے ہیں۔ شہید کئے جاتے ہیں اور گورنمنٹ کے ہاتھوں شدید دکھ سہتے ہیں اور صداقت کو پھیلانے کے جرم میں انتہائی مصیبتوں میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کی خاطر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنا یہ اصل جہاد ہے۔ اس لئے اگر آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے میں مصروف عمل رہتے ہیں تو گویا آپ سب سے افضل جہاد میں مصروف ہیں۔

کیا آپ یہ تصور کرسکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ۲۳ سالہ دور نبوت میں صرف چند ماہ جہاد میں گزارے؟۔ چند دن ہیں جو انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں جن میں آپؐ نے جہاد بالسیف کیا۔ بدر کی جنگ ایک دن میں ختم ہوگئی۔ اسی طرح جنگ اُحد کو بھی ایک دن لگا۔ جنگ خندق ایک ماہ تک رہی۔ اسی طرح دوسری غزوات ہیں۔ ان تمام غزوات کا عرصہ اگر جمع کریں تو تین ماہ سے زیادہ نہیں بنتا۔ توکیا آپ گمان کرسکتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے سوائے چند ماہ کے اپنی بہترین زندگی کا اکثر حصہ جہاد کے بغیر گزار دیا؟ یہ ناممکن ہے اور قطعاً یقین کے لائق نہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ کاایک ایک لحہ جہاد تھا۔ اور وہ اولین لحہ جس میں آپ کو ساری دنیا اور انسانیت کی راہنمائی کی عظیم ذمہ داری خدا تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی اس وقت سے ہی آپ کا جہاد شروع ہوگیا اور قرآن کریم فرماتاہے۔

و جاھدھم بہ جھاداً کبیراً (الفرقان: ۵۳)

یہ ہے جہاد کبیر۔ قرآن کریم کی مدد سے نہ کہ تلوار کی مدد سے۔ اور جس طرح آپؐ نے کامل اور احسن طریق پر تلوار کے بغیر قرآن کریم کی مدد سے خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، ناممکن ہے کہ کوئی ایسا جہاد کرسکے اور اس جہاد کو نظرانداز کرسکے۔ یہ ایسا جہاد ہے جسے ہمیشہ اور ہر حال میں فتح نصیب ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم اس جہاد کاذکر یوں فرماتاہے:

"اُدْعُ اِلیٰ سَبِیلِ رَبِّکَ بِالحِکْمَۃِ وَالمَوْعِظَۃِ الحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُم بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَن......"۔

(النحل: ۱۲۶)

سب سے پہلے حکمت، پھر موعظہ حسنہ اور پھر جَادِلْھُم بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَن۔ جہاں تک جدال کا تعلق ہے تو اس کے لئے سب سے بہترین طریق اختیار کر۔ پھر قرآن کریم فرماتاہے:

"ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین"۔ (حٰمٓ السجدہ: ۳۴)

یہ ہے حقیقی جہاد کی تعریف جو ہر نبی کے لئے تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت ﷺ اس جہاد کے لئے تشریف لائے۔

"وَمَنْ اَحْسَنُ قَولاً مِمَّن دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَ قَالَ اِنَّنِی مِنَ المُسْلِمِین. وَلاَ تَسْتَوِی الحَسَنَۃُ وَلا السَیِّئَۃ. اِدْفَعْ بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَنُ"۔

(حٰمٓ السجدہ: ۳۴-۳۵)

یہ ہے حقیقی جہاد۔ اگر تم ایسا جہاد کروگے تو "فَاِذَالَّذِی بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْم"۔

(حٰمٓ السجدہ: ۳۴-۳۵)

اگر یہ تلوار کا جہاد ہوتا تو پھر جواب یہ ہونا چاہئے تھاکہ وہ شخص جس کے اور تیرے درمیان عداوت ہے اسے قتل کیا جائے گا۔ لیکن قرآن تو یہ نہیں فرماتا۔ قرآن کہتاہے کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْم۔

"عَدَاوَۃٌ" کا مطلب ہے جو جان کا پیاسا ہے، جو تمہارا خون بہانا چاہتاہے اور "وَلِیٌّ حَمِیْم" وہ ہے جو تیری زندگی کی خاطر اپنی جان پیش کرنا چاہتاہے۔ یہ ہیں وَلِیٌّ حَمِیْم کے اصل معنی۔ جب ضرورت پڑے گی تو وہ اپنی کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہ اپنی زندگی اور خون اور اپنا سب کچھ اس کی خاطر پیش کردیگا جس سے وہ محبت کرتاہے۔ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے جو کسی کو حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ لوگ جو تجھ سے نفرت کرتے ہیں انہیں پیغام حق پہنچاؤ، ان کے ہاتھوں تکلیفیں برداشت کرو اور اس کے باوجود ان کی محبت تمہارے دل میں قائم رہے یہاں تک کہ وہ تمہاری محبت میں گرفتار ہو جائیں۔

اس جہاد کی کچھ شرائط ہیں جس طرح کہ دوسرے جہاد کی شرائط ہیں۔ اور یہ شرائط بالبداہت قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

"وَمَا یُلَقّٰھا اِلاَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوا"

(حٰمٓ السجدہ: ۳۴-۳۵)

جیساکہ میں نے بیان کیاہے یہ صبر کا جہاد ہے۔ یہ عظیم مقصد حاصل کرنا جان جوکھوں کا کام ہے کہ اپنے جانی دشمن کوایسی حالت میں تبدیل کردیناکہ وہ ایساپیارادوست بن جائے کہ تمہاری خاطر اپنی جان قربان کرنے سے بھی گریز نہ کرے۔

'وَمَایُلَقّٰھَااِلاَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوا' (حٰمٓ السجدہ: ۳۴-۳۵) اور اس مقصد میں صرف وہی کامیاب ہوسکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے صبر کی صفت سے متصف کئے گئے ہوں جو ایسی کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اور صرف ایسے لوگ ہی اس عظیم کامیابی کو حاصل کرسکتے ہیں۔

'وَمَایُلَقّٰھَااِلاَّ الَّذِیْنَ صَبَرُو' (حٰمٓ السجدہ: ۳۴-۳۵)۔ خدا تعالیٰ صبر کرنے والے عام مسلمانوں کو ہی مخاطب نہیں کر رہا بلکہ اب آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہوکر فرماتاہے کہ جہاں تک صبر کا تعلق ہے اس دنیا میں ایک وجود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو صبر کا ایسا اعلیٰ مقام عطا کیا گیا جو کبھی بھی کسی کو عطا نہ ہوا۔ صبر کا ایک معمولی حصہ تو تمام انسانوں کو دیا گیا لیکن حَظٍّ عَظِیْم اس کا سب سے بڑا اور بنیادی حصہ رسول کریم ﷺ کو عطا ہوا۔ آپؐ نے صبر کا وہ عظیم نمونہ دکھایا کہ وہ جو آپ کی جان کے دشمن تھے اور آپؐ سے نفرت اور دشمنی میں آپ کے خون کے پیاسے تھے وہ ایسے بدلے کہ ہر جنگ میں آپؐ کو تیروں سے بچانے کے لئے چھاتیاں تان کر آپؐ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خاطر دشمن کے تیر اپنے سینوں اور ہاتھوں پر لیتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اتنے تیر اپنے ہاتھ پر لئے کہ ہاتھ چھلنی ہوگیا اور اس وجہ سے آپ کا ہاتھ ساری زندگی کے لئے مفلوج ہو گیا۔ یہ ہے وَلِیٌّ حَمِیْم کی اصل تصویر۔ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ قبولیت اسلام سے قبل آپؐ سے اس قدر نفرت کرتے تھے کہ اس نفرت کی بنا پر آپؐ کی صورت نہیں دیکھتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد ایک شخص نے ایک صحابی سے التجا کی کہ مجھے بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک کیسا تھا؟۔ وہ شخص روایت کرتے ہیں کہ میرے اس سوال پر اس صحابیؓ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کردیا۔ تو وہ شخص جس نے سوال کیا تھا بہت پریشان ہوا اور پوچھا کہ کیا میں نے ایسا سوال کیا ہے جس سے آپ کو بہت تکلیف پہنچی ہے۔ تو وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ نہیں، تم نہیں جانتے کہ اس وقت میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ میری زندگی میں دو مواقع آئے۔ ایک وہ جب میں نے آنحضرت ﷺ سے شدید نفرت کی اور میں اس شدید نفرت کے باعث آپؐ کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر جب آپؐ نے میرا دل جیت لیا تو پھر مجھے آپؐ سے ایسی بے انتہا محبت اور عشق پیدا ہوا کہ اس والہانہ محبت کی وجہ سے مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ آپؐ کو آنکھ بھر کر دیکھ سکتا۔ اور خدا کی قسم آج جب کوئی شخص مجھ سے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے متعلق دریافت کرتاہے تو میں نہیں بتا سکتا کہ کیسا تھا۔ یہ ہے اصل مفہوم "وَمَا یُلَقّٰھَا اِلاَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلاَّ ذُوْحَظٍّ عَظِیْم" کا۔

وہ ایک کامل انسان تھا کہ جس نے لوگوں کی نفرت کو ایسی بے پناہ محبت میں بدلا کہ اور کوئی ایسا نہ کرسکا۔ یہ ہے جہاد کا اصل مقصد۔ **قتل و غارت جہاد نہیں ہے**۔ بلکہ زندگی بخشنا جہاد ہے۔ لیکن یہ کس قسم کا جہاد ہے جو یہ لوگ کررہے ہیں۔

FOZMAN FOODS

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD ILFORD, ESSEX

TELEPHONE 0181-553-3611

ایک تو جہاد کا یہ حقیقی اور بنیادی مقصد ہے۔

اپنے نفس کے خلاف جہاد

دوسری قسم جہاد کی انسان کا اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے اور اس جہاد کے لئے کسی غیر مسلم کی بھی حاجت نہیں کہ جسے مذہب سکھانے کی خاطر کچھ وقت درکار ہو۔ اس قسم کے جہاد کے لئے تو ممکن ہے آپ کو کسی دن چند گھنٹے صرف کرنے پڑتے ہوں یا مہینوں میں سے کچھ وقت صرف کرنا پڑے اور بس۔ لیکن وہ جہاد جو نفس کا جہاد ہے ایک مستقل جاری رہنے والا جہاد ہے۔

آنحضرت ﷺ جب ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا "رَجَعْنَا مِنَ الجِهَادِ الأَصغَرِ اِلَی الجِهَادِ الأَكبَر"۔ کہ ہم ایک چھوٹے جہاد سے سب سے بڑے جہاد کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں اور وہ ہے اپنے نفس کے خلاف جہاد جسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ یہ وہ جہاد ہے جس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب بھی آپ کوئی بات سوچ رہے ہوتے ہیں اس دوران ہمیشہ انسان کے اندر سے دو آوازیں اٹھتی ہیں۔ ایک نیکی کی آواز اور دوسری برائی اور بدی کی آواز۔ آپ ہر فیصلہ کرتے وقت جہاد کر رہے ہوتے ہیں۔ نیکی اور اچھائی کی آواز کو سننا اور قبول کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ برائی کی آواز کو۔ کیونکہ برائی کی آواز بے شک تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی، عمل کے لحاظ سے نسبتاً زیادہ آسان اور پرکشش نظر آتی ہے۔ اور انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ آسانی اور آسائش کو پسند کرتا ہے۔

یاد رکھیں کہ جہاد تو چھوٹی عمر سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بچہ جب گہری نیند کے مزے لے رہا ہوتا ہے اور والدین اس کو نماز کے لئے جگاتے ہیں تو بچہ فیصلہ کرتا ہے کہ آیا وہ نیند کی آواز پر کان دھرے یا نماز کی آواز پر لبیک کہے۔ یہیں سے تو جہاد کی شروعات ہوتی ہیں۔ اگر اس نے نماز کے لئے پکار کو سن کر قبول کر لیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ اور اگر نیند اور آرام کو نماز پر ترجیح دے دی تو خسارے میں جا پڑا۔ اس لحاظ سے وہ وقت بچہ کے لئے جہاد کا وقت ہوتا ہے۔

والدین یہ سوچتے ہیں کہ بچہ اس وقت گہری نیند میں ہے اسے بے آرام کرنا ٹھیک نہیں، اسے آرام کرنا چاہئے۔ اگر والدین اپنے نفس کی اس آواز کا کہنا مان لیں گے تو وہ جہاد کو ضائع کرنے والے ہو جائیں گے۔ ہم تو بچپن سے اس جہاد کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ نیکی کے ذریعہ سے برائی کی آواز کا مقابلہ کرنا، یہ مستقل اور دائمی جہاد ہے۔

" اِدْفَعْ بِالَّتِی هِیَ اَحْسَن"(المومنون:۹۷) یہ تعریف اس حالت پر بھی چسپاں ہوتی ہے کہ جو احسن طریق ہے اس کے ذریعہ سے برائی کا مقابلہ کرو خواہ وہ تمہارے نفس کے خلاف ہو۔ جب تمہیں انتہائی کامیابی حاصل ہو جائے تو پھر جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟

ایک مرتبہ کسی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا (جب آپؐ نے بیان فرمایا کہ ہر انسان کے اندر شیطان ہے جو اس کے خون میں سرایت کئے ہوئے ہے، اس کی رگوں میں دوڑتا ہے) کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کے خون میں بھی شیطان دوڑتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں، لیکن وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ تو شیطان کا مسلمان ہو جانا جہاد کی انتہائی کامیابی ہے۔ **اگر آپ اپنے نفس کے شیطان کو مسلمان بنا لیتے ہیں تو اس سے بڑا جہاد اور کوئی نہیں۔**

ایک مسلمان دوسرے غیر مسلم پر کامیابی حاصل کر کے اسے اسلام میں داخل کرتا ہے لیکن سب سے پہلا اور اولین جہاد تو خود آپ کے اندر ہے، آپ کی ذات کی چھوٹی سی کائنات سے شروع ہوتا ہے۔ جہاد تو ہر انسان کی زندگی اور ذات پر محیط ہے۔ لیکن آج کل کے زمانہ میں لوگ جہاد اکبر کو تو بالکل بھلا بیٹھے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ مسلمان دن بدن گناہوں کی دلدل میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں تک عام مسلمانوں کی حالت کا تعلق ہے اکثریت اسلامی معیار سے گری ہوئی ہے۔ ہمارا اسلامی معیار تو آنحضرت ﷺ کے اُسوہ کو سامنے رکھ کر پرکھا جائے گا۔ جتنا زیادہ ہم آپ کے اسوہ کے قریب ہونگے اتنے ہی زیادہ کامیاب کہلائیں گے۔ لیکن آج کے مسلمانوں میں کتنے ہیں جو آپؐ کے اس حد تک قریب ہیں کہ آپؐ کی جوتیوں کی خاک تک پہنچ سکیں۔ اگر کوئی اس حد تک بھی پہنچ جائے تو یہ بڑی کامیابی اور عزت و اکرام کا موجب ہوگا۔ لیکن یہاں تو ساری عادتیں ہی منفی اور متضاد ہیں۔ یہ جھوٹے، بے ایمان اور بددیانت ہیں۔ قاتل، ڈاکو اور نامہربان ہیں اور ناانصافی کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ روزانہ کاروبار کرتے ہیں اور اس میں خدا کی قسمیں کھاتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور غریبوں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ ان کی پرائیویٹ زندگیوں کو دیکھیں، انتہائی پستیوں کا رخ اختیار کر چکی ہیں۔ اس وقت ایسے جہاد کی ضرورت ہے جو انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لائے اور اسلام کی خاطر انہیں زندہ کرے۔ مجھے دکھائیں کہ کونسا ملاں ہے جو اس طرح کے جہاد میں مصروف ہے؟ اور کس ملک میں ہے؟ انہیں تو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ کہتے ہیں جہاد اکبر۔ چھوڑیئے جی، یہ جہاد رسول اللہ کے نزدیک جہاد اکبر ہوگا ہمارے نزدیک نہیں۔

تبلیغ اسلام کا جہاد

پھر جہاد کبیر ہے۔ دوسرے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرنا۔ یورپ جائیں، افریقہ چین اور جاپان جائیں اور انہیں اسلام کی تبلیغ کریں۔ "اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّكَ" یہ جہاد کبیر ہے۔

ایک جہاد اکبر ہے جو اپنے نفس کو پاکیزہ کرنے کا جہاد ہے اور اپنے شیطان کو مسلمان بنانے کا جہاد ہے۔ یہ جہاد اکبر کہلاتا ہے۔

دوسرا جہاد وہ ہے کہ جب آپ مبلغ بن جائیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے رستہ کی طرف بلائیں۔ قرآن کریم کی رو سے یہ جہاد کبیر ہے۔ "وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَاداً كَبِيْراً"۔ (الفرقان:۵۳)۔ اس جہاد کے ساتھ بھی ان کا کوئی واسطہ نہیں۔

جہاد اصغر

لیکن ایک جہاد ہے جسے آنحضرت ﷺ نے جہاد اصغر فرمایا ہے۔ انہیں صرف جہاد اصغر نظر آتا ہے۔ لیکن جب اس جہاد کے امتحان کا وقت آتا ہے تو یہ وہاں بھی فیل اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جہاد اصغر کا تعلق تو صرف غیر مسلموں کے ساتھ ہے۔ آپ کو قرآن کریم میں کہیں بھی یہ لکھا نہیں ملے گا کہ جہاد اصغر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ اور ایک دوسرے کو کافر، مرتد، غیر مسلم اور منافق کہہ کر ان کے خلاف جنگ کا اعلان کریں اور اسے جہاد کہیں۔ قرآن کریم میں کہیں بھی آپ کو ایسے جہاد کا نام و نشان نہیں ملے گا۔ اور معصوم مسلمانوں کو جس جہاد کی طرف بلاتے ہیں کہ آؤ اور حکومت کے خلاف بغاوت اور جنگ کرو یہ تو جہاد نہیں۔ یہ تو شیطانی عمل ہے جس کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ شیعہ، سنی کے خلاف اور سنی شیعہ کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ ان کی حرکتیں دیکھتے ہیں تو بالکل نا مسلموں اور کافروں جیسی ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ جہاں کہیں بھی آپ جائیں آپ کو ایسے انتہا پسند نظر آئیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اسلامی حکمران خواہ مصری ہوں یا سعودی یا الجیرین۔ یہ سب کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ باوجود مسلمان کہلانے کے وہ منافق ہیں۔ یہ اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ اسلام کے نام پر یہ مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں اس لئے یہ بدتر ہیں۔ تو پھر تھوڑا سا وقت نکالیں اور نچلے درجہ کے کافروں کے پاس جائیں۔ کبھی امریکہ جا کر لڑیں اور کبھی تھوڑا سا وقت نکال کر انگلستان سے بھی جنگ کریں۔ اور کبھی دوسرے یورپین ملکوں کے ساتھ بھی جہاد کریں۔ یہ ایسا کبھی نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اور جہاں تک ان لوگوں کے دلائل کا تعلق ہے تو وہ قرآن کریم کی تعلیم کے کلیۃً منافی ہیں اور قرآن ان کی ہر پہلو سے تردید کرتا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں یہ منافق ہیں۔ ہم تو نہیں کہتے۔ کون جانتا ہے کہ وہ منافق ہیں یا نہیں؟ کیونکہ منافق وہ ہے جس کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور زبان کچھ اور کہتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ منافق ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

اب میں آپ کو واپس قرآن کریم کی طرف لئے چلتا ہوں۔ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں منافق نہیں تھے؟ کیا خدا تعالیٰ نے آپؐ کو ان کے بارہ میں خبر دی تھی یا نہیں؟ بدوؤں کی ایک کثیر تعداد جو شامل ہوئی تھی وہ منافقین تھے۔ مومن نہیں تھے۔ وہ کہتے تھے ہم ایمان لے آئے جبکہ وہ ایمان نہیں لائے ہوئے تھے۔ وہ بے شک اپنے آپ کو مسلمان کہیں ہم انہیں اس بات سے منع نہیں کرتے۔ ہر ایک کا ایک بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو جو کہنا چاہتا ہے کہہ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ پھر بھی آپ نے ان کے خلاف اعلان جہاد نہیں کیا۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ضرور ایسا فرمایا ہے لیکن لوگوں کو ان منافقین کا علم نہیں تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتا ہے کہ اے محمد! تم انہیں ان کے چہروں سے پہچانتے ہو، تم ان میں سے ہر ایک کو جانتے ہو۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ نے ان کے خلاف کوئی جہاد نہیں کیا۔ اور ایسے بھی تھے جنہیں منافقین کا سردار کہا جاتا تھا اور ان میں سب کا لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ نہ صرف آنحضرت ﷺ اسے جانتے تھے بلکہ مدینہ کے ہر فرد بشر کو اس کا علم تھا کہ وہ منافقین کا سردار ہے اور مسلمانوں میں اسے "منافقین کا سردار" کے حوالے سے پہچانا جاتا تھا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے حضور عرض کیا کہ یہ شخص منافق ہے تو آپ نے کبھی بھی اس بات سے انکار نہیں کیا۔ اگر وہ آنحضرت ﷺ کی نظر میں منافق نہ ہوتا تو آپؐ ضرور لوگوں کو اسے منافق کہنے سے منع فرماتے کہ اسے منافق نہ کہو یہ منافق نہیں ہے۔ وہ تو اس حد تک منافق تھا کہ جب آنحضرت ﷺ ایک غزوہ "جہاد اصغر" سے واپس لوٹ رہے تھے تو مدینہ داخل ہونے سے چند کوس پہلے اس شخص نے حضرت رسول کریم ﷺ کو مدینہ کا سب سے ذلیل شخص کہا۔ کہ مدینہ کا سب سے عزت دار شخص اس کے سب سے حقیر اور بے عزت شخص کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ اس بات کی آنحضرت ﷺ کو خبر کی گئی۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ اس بات کا کیا مطلب ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے باوجود اس کے کہ آپ جانتے تھے کہ وہ منافق ہے اس کے خلاف جہاد نہ کیا۔ اور پھر یہ کہ وہ صحابہ بھی تھے جنہوں نے آپ کی خدمت میں اس کے خلاف کاروائی کرنے کا مشورہ دیا اور اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی کہ یا رسول اللہ! ٹھیک ہے اگر کسی وجہ سے آپ اسے قتل کرنا نہیں چاہتے، آپ بہتر جانتے ہیں تو پھر ہمیں اجازت دیجئے۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد صحابہؓ کی باری باری حضورؐ کی خدمت میں اس منافقین کے سردار کے قتل کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئی لیکن آپؐ نے منع فرمادیا۔ یہاں تک کہ خود عبداللہ بن ابی ابن سلول کا بیٹا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں جانتا ہوں یہ واقعہ ہوا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے باپ کو قتل کروں کیونکہ اس نے آپؐ کی بے عزتی کی ہے۔ لیکن آپ نے اسے بھی اجازت نہیں دی۔ یہ ایک مثال اس بات کی ہے کہ اس نبی پاک نے ان لوگوں میں کیسی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ منافقین کے سردار کا بیٹا 'وَلِیٌّ حَمِیْمٌ' میں تبدیل ہو چکا تھا۔ آنحضرتؐ نے اسے صاف منع فرما دیا۔ وہ کس قسم کا جہاد تھا؟ کیا آج کے علماء کو اس کی خبر نہیں؟ کیا وہ کافروں سے بھی بدتر نہیں تھا؟ اور پھر قرآن کریم نے اس کا جنازہ پڑھنے سے آپؐ کو

منع فرمایا اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے منافقین کی معافی کے لئے اگر تو ستر بار بھی استغفار کرے تب بھی میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔ان کی منافقت اور ان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے بارہ میں اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔اس کے باوجود جب یہ شخص مرتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے تشریف لے جاتے ہیں۔یہ کس قسم کا جہاد تھا؟۔ حضرت عمرؓ باوجود آپ کی ہزار عزت و تکریم کے آپؐ کی راہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ کیا آپ کو علم نہیں۔اور آپ تو سب سے زیادہ جانتے ہیں خدا تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے چکا ہے کہ یہ منافق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کہا ہے کہ آپ ان کے لئے اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو ان کی معافی نہیں ہوگی -کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ حضور نے فرمایا ہاں بالکل درست ہے لیکن تم ایک طرف ہٹ جاؤ اور مجھے جانے دو۔اگر میرا خدا اس کے لئے میرے ستر بار استغفار کو قبول نہیں کرے گا تو میں اس کے لئے اس سے زیادہ مرتبہ استغفار کروں گا۔ مخلوق کے ساتھ بے پناہ محبت کی بنا پر آپؐ جانتے تھے کہ جب آپؐ خدا کے حضور اس کے لئے استغفار کریں گے تو وہ ضرور اسے بخش دے گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا، میں مخلوق سے تیری بے پناہ محبت کو دیکھتے ہوئے صرف نظر کرتے ہوئے اسے بخش رہا ہوں لیکن اس کے بعد پھر کبھی نہیں اور اس کے بعد آپ کو اجازت نہیں کہ آپؐ اس شخص کی قبر پر بھی کھڑے ہوں۔

اب بتائیں آج کے یہ انتہا پسند ملاں اگر اس زمانے میں ہوتے تو کیا کرتے؟ یہ کہتے یارسول اللہ! آپ کو پتہ ہی نہیں جہاد کیا ہے۔یہ تو بدترین انسان ہے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کیسے کیا جاتا ہے۔

ملاؤں کی تعریفِ جہاد اور ان کا طرزِ عمل

چلیں بفرض محال مان لیا کہ جہاد کی جو تعریف یہ لوگ کرتے ہیں وہی درست ہے۔ان کے نزدیک جہاد کی تعریف کیا ہے؟

ا......اگر کوئی مسلمان فرقہ جسے یہ لوگ سمجھتے ہوں کہ وہ اسلامی راستہ سے ہٹا ہوا ہے تو انہیں قتل کرنا شروع کر دیں تو یہ جہاد ہے۔

۲......اگر کوئی مسلمان گورنمنٹ جو ان کی نظر میں مسلمان گورنمنٹ نہیں یعنی اس گورنمنٹ کے کرتا دھرتا اور سیاست دان جو کرسی حکومت کے مالک ہیں ان کے سٹینڈرڈ کے مطابق سچے اور حقیقی مسلمان نہیں ہیں تو ان کے خلاف لوگوں کو انگیخت کرو، تلوار اٹھاؤ اور انہیں ناکام کرو اس کے لئے انہیں خواہ قتل و غارت ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔یہ جہاد ہے۔

اب یہ بتائیں کہ اُس گورنمنٹ کے متعلق ان کا کیا خیال ہے جو ہے ہی غیر مسلم؟ کیا اس کے خلاف کوئی جہاد نہیں؟ جب ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں تو لاجواب ہو جاتے ہیں اور مجبوراً شرمندگی سے کہتے ہیں ہاں ایک غیر مسلم گورنمنٹ کے خلاف جہاد ہے۔پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم انگلینڈ میں نہیں رہتے؟ کیا جرمنی، فرانس، امریکہ اور کینیڈا، انڈیا اور جاپان میں نہیں رہتے، ان ملکوں میں رہتے ہوئے تمہارا جہاد کہاں جاتا ہے؟ تم انجام سے بے پرواہ ہو کر وہاں تلوار کیوں نہیں اٹھاتے کیونکہ طاقت اور قوت تو جہاد کا لازمہ نہیں۔جہاد تو ہمیشہ کمزوری کی حالت میں شروع ہوتا ہے۔

"اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْر"(الحج :۴۰)

اگر وہ واقعی حقیقی جہاد خیال کرتے ہیں تو پھر انہیں خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے اور انگلستان میں رہتے ہوئے یہاں غیر مسلموں کے خلاف جنگ کرنی چاہئے اور جیسے کہ مصر کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں انگلستان کے قانون کی بھی مخالفت کریں، جیسے الجیریا کے قانون توڑتے ہیں انہیں چاہئے کہ جرمنی میں رہتے ہوئے اس گورنمنٹ کی بھی قانون شکنی کریں۔یہ کیسی منافقت ہے؟ یہ ہیں اصل منافق۔اپنے ملک میں جہاں یہ قانون شکنی کر سکتے ہیں وہاں یہ خدا کے نام پر کرتے ہیں لیکن جب جہاد کی ویسی ہی تعریف کسی دوسری غیر مسلم گورنمنٹ پر پوری اترتی ہے تو یہ لوگ بھیگی بلی بن جاتے ہیں اور کسکتے نہیں پھر انہیں ذرہ بھی جہاد کی پرواہ نہیں ہوتی۔وہاں کی حکومت سے بینیفٹس (Benefits) لیتے ہیں اور جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔سوشل سیکیورٹی لیتے ہیں اور بڑی خوشی سے اس گورنمنٹ کے خرچ پر اپنے بچے پالتے ہیں اور انہیں تعلیم دلواتے ہیں یہاں تک کہ ان ملکوں میں داخل ہونے کے لئے کذب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور ہر قسم کے غلط بیانات دیتے ہیں تاکہ جیسے بھی ہو کسی طریقے سے ان ملکوں میں داخل ہو سکیں اور پھر وہ اس غیر مسلم حکومت کی بڑی خوشی کے ساتھ تابعداری اور ماتحتی اختیار کرتے ہیں۔یہ کس قسم کا جہاد ہے؟ اس کا مطلب ہے انہیں جہاد کی یاد صرف اس وقت آتی ہے جب انہوں نے اپنے کچھ ذاتی یا سیاسی فوائد و مقاصد حاصل کرنے ہوتے ہیں اس کے علاوہ ان کے نزدیک جہاد کی کوئی وقعت نہیں۔

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار
(درثمین)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

بقیہ:مختصرات از صفحہ اول

بنصرہ العزیز کے ۱۳؍اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔

جمعرات، ۱۵؍اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۴ جو ۱۱؍جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۶؍اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۱۲؍اپریل ۱۹۹۹ء کو فرنچ بولنے والے افراد کے ساتھ ملاقات کا ریکارڈ شدہ پروگرام پہلی بار نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی ہدیہ قارئین ہے:

☆......سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۰۲ پڑھی گئی جس کا ترجمہ یہ ہے، "اے مومنو ان باتوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہارے لئے تکلیف کا موجب بن جائیں اور اگر تم ان کے متعلق اس عرصہ میں سوال کرو گے جبکہ قرآن اتارا جا رہا ہے تو تم پر وہ ظاہر کر دی جائیں گی۔اللہ خود (جان بوجھ کر) ان کے بیان سے رکا رہا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بردبار ہے"۔اور سوال یہ کیا گیا کہ لوگ تو حضور سے بہت سوال کرتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ یہ حکم وحی کے بارے میں سوال کرنے کے بارے میں ہے اس وقت جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔

☆......کیا باقاعدگی سے Multi Vitamins کھانی چاہئیں؟ حضور نے فرمایا اس کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے۔خوراک میں توازن رکھیں، کبھی کبھی کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

☆......بعض اعضاء چوہوں وغیرہ میں Transplant کر کے بڑھائے جاتے ہیں۔کیا وہ انسانوں میں Transplant کئے جا سکتے ہیں؟۔فرمایا جو چیز انسان کے فائدے کے لئے ہو اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ خدا کی تخلیق کی سکیم کو بدلنے کی کوشش نہ کی جائے۔☆......امریکہ میں سلیشیم کینسر کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔کیا یہ ٹھیک ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا سلیشیا ہومیوپیتھی میں دوسو (۲۰۰) سال سے استعمال ہو رہا ہے۔☆......اگر کسی کو کسی سے نفرت ہو جائے تو صلح کے لئے کیا کرے؟۔ حضور نے فرمایا صلح کی کوشش جاری رکھے اور دعا کرے۔

☆......اگر غیظ و غضب کی حالت میں انسان کسی پر لعنت ڈال بیٹھے تو کیا کرے؟۔ فرمایا کہ خدا سے توبہ اور استغفار کرے۔

(مرتبہ :امتہ المجید چوھدری)

قربِ الٰہی کے لئے مجاھدہ کرنے والا ضرور کامیاب ھوتاھے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

VELTEX INDUSTRIES INC.
. . . . the worldclass fabric manufacturers
Specializing
in
velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint
at competitive pricing with best quality.
BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER
Wholesaler,
readymade garments producers
& converters are welcome
Pleasecontact:
Corporate Office,
VELTEX INDUSTRIES INC.
4th Floor, 14726 Ramona Avenue
Chino Hills, California 91710, USA
Phone: (909) 393-9935
Fax: (909) 393-8117
Web site: www.veltex.com
e-mail: veltex@veltex.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بلند مقام اور آپؓ کا عشق رسول ﷺ

آنحضور ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل صحابہؓ کی ایک مجلس میں یہ ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دنیا میں اَور زندگی بسر کرلے اور چاہے تو اپنے ربّ کے حضور چلا آئے، خدا کے اُس بندے نے اپنے خدا کے حضور جانا پسند کیا ہے۔ آنحضور ﷺ کی یہ بات سُن کر حضرت ابو بکرؓ بے اختیار رونے لگے۔ دوسرے صحابہؓ کو یہ خیال بھی نہ گزرا کہ ان الفاظ میں آنحضورؐ اپنی وفات کے قرب کا اشارہ فرما رہے ہیں لیکن حضرت ابو بکرؓ کی بصیرت اپنے محبوب کے اقوال کو بہتر سمجھتی تھی چنانچہ آنحضور ﷺ نے ایک موقعہ پر آپؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مال کے لحاظ سے اور رفاقت کے لحاظ سے مجھ پر دنیا کے سب لوگوں سے زیادہ ابو بکرؓ کا احسان ہے اور اگر میں اپنے ربّ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکرؓ کو بناتا ...... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بلند مقام اور آپؓ کے عشق رسول ﷺ کے بارے میں یہ مضمون مکرم ایم اے ناصر صاحب کے قلم سے روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۵؍ ستمبر ۹۸ء کی زینت ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی سیرت کا ایک امتیازی پہلو آنحضرت ﷺ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنا اور ہجرت کے وقت آنحضور ﷺ کی رفاقت میں سفر ہے۔ پھر آپؓ ہر مہم میں نہ صرف آنحضورؐ کے ہمراہ رہے بلکہ آپؐ کے مشیر اور انتظامی امور میں نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آنحضور ﷺ کی وفات سے قبل علالت کے دوران آپؓ ہی امام مقرر ہوئے اور وفات کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے۔

ایک بار کسی صحابیؓ سے حضرت ابو بکرؓ کی معمولی شکر رنجی ہوگئی۔ آنحضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا لوگو! خدا نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم سب نے کہا کہ تم جھوٹے ہو مگر ابو بکرؓ نے کہا کہ خدا کا رسول سچا ہے اور اُس نے اپنی جان و مال میری ہمدردی میں لگادیا، کیا تم میری خاطر میرے اس دوست کو تکلیف پہنچانے سے باز نہیں آؤ گے!۔

قبولِ اسلام کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپؓ نے خدمت اسلام میں خرچ کردیئے اور بارہا اپنی جان خطرے میں ڈال کر آنحضور ﷺ سے مشرکین کے مظالم دور کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مکّی زندگی میں قرب کا یہ عالم تھا کہ آنحضور ﷺ روزانہ صبح و شام حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ سفر ہجرت کے لئے زادِ راہ کا انتظام کرنے کی سعادت بھی آپؓ کو ملی اور پھر غار ثور میں آپؓ نے اُس وقت اپنے محبوب سے عشق کا بے مثال مظاہرہ کیا جب آنحضور ﷺ استراحت فرمارہے تھے اور کسی زہریلے جانور نے ایک سوراخ سے اپنا سر نکالا تو اس جانثار عاشق نے اپنے محبوب کی نیند میں خلل گوارا نہ کیا اور سوراخ کے منہ پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ جانور نے پاؤں پر کاٹ کھایا تو درد و کرب کے باعث آپؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اتفاقاً ایک قطرہ آنحضور ﷺ کے چہرہ انور پر ٹپکا جس سے آپؐ بیدار ہوگئے اور واقعہ معلوم ہونے پر آپؐ نے اپنا لعاب دھن زخم پر لگایا جس سے زہر کا اثر دور ہوگیا۔ اسی رفاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک بار آنحضور ﷺ نے آپؓ کو خوشخبری دی کہ تم پہلے شخص ہو جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہوگے، تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوض کوثر پر میرے رفیق ہوگے۔

مدنی زندگی میں بھی آپؓ آنحضرت ﷺ کے معتمد ترین مشیر اور بہترین وزیر ثابت ہوئے اور تمام معرکوں میں آپؐ کے ہمراہ رہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا میرے آسمانی وزیر بھی ہیں اور زمینی بھی اور دنیا کے وزیروں میں سے پہلے ابو بکر ہیں۔

آپؓ کی فدائیت کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کسی کا مال اس طرح کام نہیں آیا جیسے ابو بکر کا مال میرے کام آیا ہے۔ تو ابو بکر رو پڑے اور عرض کیا حضور میں کیا اور میرا مال کیا، ہمارا تو سب وجود آپؐ کے لئے ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے جنازہ کے موقعہ پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ آپؓ کو آنحضور ﷺ اور ابو بکرؓ کے ساتھ دفن کیا جائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ انہیں اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفن ہونے کا موقع دے گا کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ کو بہت دفعہ یہ کہتے سنا کہ ”میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ فلاں جگہ پر تھے“ یا ”میں نے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے فلاں کام کیا“۔

جب حضرت عمروؓ بن عاص کو غزوہ ذات السلاسل کا کمانڈر مقرر کیا گیا تو انہوں نے آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے پیارا کون ہے، آپؐ نے فرمایا ”عائشہ“۔ انہوں نے پھر پوچھا مردوں میں سے کون؟۔ آپؐ نے فرمایا ”اس کا باپ ابو بکرؓ“۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو جنّت کی بشارت دیتے ہوئے عشرہ مبشرہ میں شامل فرمایا اور آپؓ کو جنّت کے سب دروازوں سے بلائے جانے کی بشارت دی۔

☆......☆......☆

محترم چودھری محمد علیم الدین صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۹؍ ستمبر ۹۸ء میں محترم چودھری محمد علیم الدین صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم چودھری محمد صدیق صاحب رقمطراز ہیں کہ محترم علیم صاحب کے دادا حضرت مولوی محمد وزیرالدین صاحبؓ ”براہین احمدیہ“ کے زمانہ میں حضرت اقدسؑ کے معتقد ہوگئے تھے اور جب حضورؑ نے دعویٰ فرمایا تو انہوں نے ابتداء میں ہی بیعت کی سعادت حاصل کی اور ۳۱۳؍ اصحاب میں شامل ہوئے۔ جب حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق خوفناک زلزلہ آیا تو وہ ضلع کانگڑہ میں بھاگسو کے مقام پر ہیڈماسٹر متعین تھے۔ زلزلہ سے چند لمحے قبل القاء الٰہی کے تحت انہوں نے بورڈنگ کے تمام طلبہ کو باہر نکال لیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سب کو محفوظ رکھا۔ اُنکے اکلوتے بیٹے حضرت مولوی محمد عزیزالدین صاحبؓ بھی ۳۱۳؍ اصحابؓ میں شامل تھے۔ آپؓ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں زیر تعلیم رہے، ۱/۵ حصہ کے موصی تھے اور آپؓ نے اپنا آبائی مکان واقع مکیریاں بھی سلسلہ کے لئے وقف کردیا تھا۔ آپؓ کے بیٹے محترم چودھری محمد علیم الدین صاحب کی ولادت ۱۹۱۷ء میں ہوئی۔

محترم چودھری صاحب مڈل کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے جہاں سے میٹرک کیا اور پھر دیال سنگھ کالج لاہور سے B.A کیا۔ کچھ عرصہ کیلئے محکمہ ریلوے میں ملازم رہے اور پھر سول سروس میں آگئے اور حکومت ہند کے مرکزی دفاتر سے منسلک رہے۔ قیام پاکستان کے بعد مرکزی حکومت پاکستان کی فنانس برانچ میں مختلف مناصب پر فائز رہے اور ۱۹۷۵ء میں جوائنٹ سیکرٹری خزانہ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ جس کے بعد اقوام متحدہ کے تحت سیرالیون، نائیجیریا، مسقط اور بعض دیگر عرب ممالک میں تعینات رہے۔

محترم چودھری صاحب ۸۰ء سے ۸۳ء تک اور پھر ۸۹ء سے ۹۲ء تک نائب امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد مقامی و ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ۹۲ء سے تادم آخر بطور امیر ضلع کے خدمت سرانجام دیتے رہے اور ۳۰؍ اگست ۹۸ء کو امریکہ میں وفات پائی۔

☆......☆......☆

غبارہ

آجکل غباروں میں سفر کرنا بہت سے لوگوں کا شوق اور مشغلہ ہے۔ جہاز عام طور پر ۳۳ سے ۴۰ ہزار فُٹ کی بلندی پر سفر کرتے ہیں جبکہ غبارہ کی بلندی ایک لاکھ تیرہ ہزار فٹ تک ریکارڈ کی جاچکی ہے۔ اس سے اوپر چونکہ خلا شروع ہو جاتا ہے اس لئے مزید اوپر جانا غبارہ کے لئے ممکن نہیں تھا۔ آغاز میں جو غبارے بنائے گئے اُن کے منہ کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی اور جب اُن کے اندر کی ہوا گرم ہو کر پھیلتی تھی تو غبارہ اوپر اُٹھ جاتا تھا۔ سب سے پہلا غبارہ کاغذ اور کپڑے سے تیار کیا گیا تھا، جو ۵؍ جون ۱۷۸۳ء کو چھوڑا گیا۔ یہ کئی سو فٹ تک بلند ہوا اور پھر باحفاظت زمین پر اتر آیا۔ کچھ تجربات کے بعد انسانوں نے بھی غبارے میں سفر کرنا شروع کردیا۔ لیکن چونکہ ان غباروں میں آگ لگنے کا خطرہ موجود ہوا کرتا تھا اس لئے ہائیڈروجن گیس کا تجربہ کیا گیا۔ یہی گیس اُن غباروں میں بھری جاتی ہے جو گیسی غباروں کے نام سے مشہور ہیں۔ ایسے غباروں کے اوپر ایک والو ہوتا تھا تاکہ جب زمین پر اترنا ہو تو آہستہ آہستہ گیس خارج کردی جائے۔ ایسے ہی ایک غبارے میں دو سائنسدانوں نے ۷؍ جنوری ۱۷۸۵ء کو رودبار انگلستان عبور کیا اور ۱۷۹۷ء میں ایک فرانسیسی سائنسدان نے دو ہزار فٹ بلند غبارے میں سے پیراشوٹ کے ذریعے چھلانگ لگاکر دیکھنے والوں کو حیران اور خوفزدہ کردیا۔

غباروں کی مدد سے بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں۔ مثلاً پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر انسانی دل کی دھڑکن آکسیجن کی ہوا میں کمی کے باعث بڑھ جاتی ہے اور انیس ہزار فٹ کی بلندی پر درجہ حرارت صفر ہو جاتا ہے جس سے پانی منجمد ہو کر برف بن جاتا ہے۔ اکتیس ہزار فٹ پر درجہ حرارت منفی ۳۲ ہو جاتا ہے لیکن اس کے بعد مزید بلندی پر درجہ حرارت مسلسل بڑھنے لگتا ہے۔

ان غباروں کے سفر کے نتیجے میں بعض افسوسناک حادثات بھی ہوتے رہے ہیں۔ ۱۵؍ اپریل ۱۸۷۵ء کو تین فرانسیسی سائنسدان ایک غبارے میں سفر پر نکلے لیکن ۲۵ ہزار فٹ کی بلندی پر آکسیجن اچانک اتنی کم ہوگئی کہ دو بیہوش ہوگئے اور تیسرے نے گرتے گرتے والو سے گیس نکالنے والی رسی کو کھینچ دیا۔ جب غبارہ نیچے آیا تو دو سائنسدان مر چکے تھے۔ پھر ۱۹۲۷ء میں بھی ایک امریکی فوجی غبارہ میں ۴۴ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ کر بیہوش ہوگیا لیکن گرنے سے قبل اُس نے رسی کو کھینچ دیا۔ تاہم جب غبارہ نیچے اترا تو وہ بھی مر چکا تھا۔ چنانچہ پھر ایسے غبارے تیار ہونے لگے جن کے نیچے مسافروں کی سواری کے لئے لٹکنے والا گنڈولا ایلومینیم کا بنایا جانے لگا جو بند ہوتا تھا اور اس میں آکسیجن کا پریشر برقرار رکھا جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک غبارے میں ۱۹۳۵ء میں دو امریکی کپتان ۷۲ ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچے اور پھر ۱۹۶۰ء میں امریکی بحریہ کے دو افسر ایک کھلے گنڈولے میں ایک لاکھ ۱۳ ہزار ۷۴۰ فٹ کی بلندی تک پہنچے لیکن انہیں خلائی لباس میسر تھے۔ یہ دراصل اِن لباسوں کا ٹسٹ تھا تاکہ انہیں آئندہ خلا کے سفر میں استعمال کیا جاسکے۔

۱۲؍ اگست ۶۰ء کو ایک ایسا راکٹ خلا میں بھیجا گیا جس کے ساتھ (ایکو 1 نامی) ایک غبارہ لگایا گیا تھا۔ جب راکٹ اپنے مدار میں داخل ہوا تو اِس غبارہ کو خلا میں داغ دیا گیا۔ اسی طرح موسمی اطلاعات اور سائنسی تحقیقات کے لئے اب تک لاتعداد غبارے فضا میں چھوڑے جاچکے ہیں۔

☆......☆......☆

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

30/04/99 - 06/05/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 30th April 1999
13th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 112 Rec: 07.12.95 (R)
02.20 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 13.12.85
03.25 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30 Learning Arabic: Lesson No.38 (R)
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.28 Rec: 25.07.94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.15 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Rec.02.11.94
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.112 (R) Rec: 07.12.95
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.50 Indonesian Service:
11.25 Bengali Service: Deeds and intentions, quiz.
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.00 Documentary: Industrial Exhibition 98 Pt2
14.25 Rencontre Avec Les Francophones:
15.25 Friday Sermon: Rec 30.04.99(R)
16.25 Children's Corner: Let's Learn Salat, Pt7
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.40 Urdu Class(New): Rec,28.04.99
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 113 Rec: 12.12.95
20.50 MTA Belgium: Children's Class, No.30
21.25 Medical Matters: Diabetes, from Karachi
21.55 Friday Sermon: Rec 30.04.99(R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 1st May 1999
14th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt7
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 113 (R)
02.05 Friday Sermon: Rec: 30.04.99 (R)
03.10 Urdu Class(New): (R)
04.20 Computers for Everyone: Part 108 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt7
07.20 MTA Mauritius: Ansarullah seminare
08.00 Medical Matters: Diabetes (R)
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No. 113 (R)
09.50 Urdu Class(New): (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Danish: Lesson No. 21
13.05 Interview: with Mahmood Ahmad Shahid Sahib, Part 1
13.50 Documentary: Scenes of Abu Dhabi
14.15 Bengali Service: Islamic etiquette at home
15.15 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 01.05.99
16.25 Children's Corner: Quran Quiz Pt48
16.40 Hikayate Shereen: Story No. 6
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class(New): Rec: 30.04.99
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 Rec: 13.12.95
20.20 Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.39
20.45 Q/A With Huzoor: from London Rec:29.03.98
22.25 Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.30 Learning Danish: Lesson No.21 (R)

Sunday 2nd May 1999
15th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.53 Children's Corner: Quran Quiz, No.48 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.114(R)
02.10 Interview: Mahmood Ahmad Shahid Sb (R)
02.55 Urdu Class(New): (R)
04.10 Hikayat-e-Sherreen: Story No. 6
04.25 Learning Danish: Lesson No. 21 (R)
04.50 Children's Class(New): (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner: Quran Quiz, Part 48(R)
07.10 Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 29.03.98 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 (R)
09.50 Urdu Class(New): (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No. 122
13.10 Friday Sermon: Rec: 30.04.99 (R)
14.15 Bengali Service: Seerat-unNabi(SAW),......
15.15 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 22.10.95
16.20 Children's Class: with Huzoor
16.55 German Service
18:05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.115 Rec: 14.12.95
20.35 Albanian Programme No. 4
21.25 Dars ul Quran: No.7, Rec: 28.12.98
22.50 Mulaqat With Huzoor (R)

Monday 3rd May 1999
16th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Class: with Huzoor
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No. 115(R)
02.30 MTA USA: Speech by Ataul Wahid Truth Of The Promised Messiah
03.10 Urdu Class Rec: 01.05.99 (R)
04.25 Learning Chinese: Lesson No. 123
04.55 Mulaqat With Huzoor: Rec 22.10.95 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner (R)
07.20 Dars ul Quran: Lesson No.7 (R) Rec: 28.12.95
08.45 Liqa Ma'al Arab Session No. 115 (R) Rec: 14.12.95
09.50 Urdu Class Rec: 01.05.99 (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.14
13.05 MTA Sports: Passing Out Parade
13.55 Bengali Service
14.55 Homeopathy Class: Lesson No. 29 Rec: 26.07.94
16.05 Children's Corner
16.53 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class: With Huzoor
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.116 Rec:19.12.95
20.35 Turkish Prog: Introduction to Ahmadiyyat Programme No. 5
21.10 Rohani Khazaine, Part 1
21.35 Homoeopathy Class: Lesson No.29(R)
22.40 Learning Norwegian: Lesson No.14 (R)
23.10 Documentary : Euro Tunnel

Tuesday 4th May 1999
17 Muharram 1419

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: From Canada Class No.2 , Part 2 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 116 (R)
02.30 MTA Sports: Passing Out Parade
03.15 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.14 (R)
04.50 Homoeopathy Class: Lesson No. 29(R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.45 Children's Corner: From Canada Class No.2 , Part 2 (R)
07.10 Pushto Programme: Friday sermon
08.20 Quiz: Rohani Khazaine (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.116 (R)
09.55 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No.34
13.05 Friday Sermon: Rec.03.03.89
14.10 Bengali Service:
15.10 Mulaqat with Huzoor.
16.10 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.30 Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: with Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.117 Rec: 20.12.95
20.40 Norwegian Service: Book Reading No.3
21.00 Hamari Kaenat: No.168
21.30 Mulaqat with Huzoor (R)
22.35 Learning French: Lesson No. 34 (R)
23.05 Speech: by Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib

Wednesday 5th May 1999
18 Muharram 1420

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.117 (R)
02.15 Speech: by Hafiz Muzaffar Ahmad Sb (R)
03.05 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.10 Learning French: Lesson No.34 (R)
04.55 Mulaqat with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.05 Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW) Host: Abdul Basit Shahid Sb - Part 4
07.50 Dars ul Hadith: with Swahili Translation
08.15 Hamari Kaenat: No. 168 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.117 (R)
09.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning German: Lesson No.2
13.10 Tabarukaat: Speech by Maulana Jalal ud Din Shams Sb, J/S 1958
13.50 Bengali Service: F/S, Rec:15.05.98
14.55 Mulaqat with Huzoor
16.00 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.25 Children's Corner: Ilme & Tafreehi Prog.
17.00 German Service:
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class: with Huzoor
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.118 Rec: 21.12.95
20.30 French Programme: Life of The Holy Prophet (SAW), Part 4
21.50 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.05 MTA Lifestyle: Perahan, 'Fabric Printing'
21.30 Correct use of English: from Pakistan
22.05 Mulaqat with Huzoor (R)
23.05 Learning German: Lesson No.2 (R)
23.30 Speech: Tarbiyyat e Aulad By Mohammad Aslam Sahib

Thursday 6th May 1999
19 Muharram 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.118
02.10 Tabarukaat: Speech J/S 1958 (R)
03.00 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.05 Learning German: Lesson No.2 (R)
04.25 Speech: Tarbiyyat e Aulad (R) By Mohammad Aslam Sahib
04.55 Mulaqat (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
07.05 Sindhi Program: Friday Sermon Rec: 16.05.97
08.10 MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.25 MTA Lifestyle: Perahan (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.118 (R)
09.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No.39
12.50 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec:21.12.85
14.05 Bengali Service: Mulaqat with Huzoor
15.05 Homoeopathy Class: Lesson No.30 Rec: 08.08.94
16.15 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.30 Children's Corner:
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class: with Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.119 Rec: 26.12.95
20.45 MTA Denmark: 'How I became Ahmadi'
21.30 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 91
22.00 Homoeopathy Class: Lesson No.30 (R)
23.10 Learning Arabic: Lesson No.39 (R)
23.30 Sajray Phull: Seerat Mian Mohammad Yousuf Sahib, Part 1

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, April 30, 1999 Issue No. 18

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

دیو بندی امت کے خاتم الفقہاء و المحدثین

انظر شاہ مسعودی مدرس دارالعلوم دیوبنداپنے والد مولوی انور شاہ کشمیری کے مزار اور لوحِ مزار کاذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"آپ کو عیدگاہ دیوبند سے متصل ایک قطعہ زمین میں دفن کیا گیا۔ اس زمین پر آپ کی سب سے پہلی قبر تھی لیکن بہت جلد آپ کی بڑی صاحبزادی عابدہ خاتون وفات پاکر وہیں دفن ہوئیں۔ دیوبند میں آپ کے چند خصوصی معتقدین بھی اسی مقبرہ میں دفن ہیں۔ وفات کے چند روز بعد مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم دہلی سے لوح مزار تیار کراکر لائے جس کا مضمون مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا اور کتابت مشہور خطاط محمد یوسف دہلوی کی ہے۔ لوح مزار کا مضمون بھی ایک فاضل روزگار کے قلم کی تراوش ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ یہاں نقل کردیا جائے۔ الفاظ یہ ہیں:

"مرقد مبارک و منور حضرت رئیس الحکماء و المتکلمین، **خاتم الفقہاء و المحدثین**، شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کہ بتاریخ ۳ صفر ۱۳۵۲ھ بوقت نصف شب از دار الفنا بسوئے دار البقار حلت فرمود۔

(حیات کشمیری صفحہ ۱۷ از سید محمد انظر شاہ۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ اپریل ۱۹۹۸ء)

شافع محشر صرف محمد مصطفی ﷺ ہیں

انظر شاہ مسعودی نے اپنے والد کی کتاب تحیۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ الاسلام کی نسبت اپنے والد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے عیسیٰ علیہ الاسلام کی حیات اور ان کے دامن نبوت کو قادیانی دست درازیوں سے محفوظ رکھنے کی جو بلیغ کوشش کی ہے اس کے نتیجہ میں امید ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام میری شفاعت فرمائیں گے"۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینجر)

(حیات کشمیری صفحہ ۳۱۴)

خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے کسی امتی کا حضرت عیسیٰؑ کی شفاعت کی امید رکھنا سراسر کفر ہے خصوصاً جبکہ اسے یہ بھی یقین ہے کہ شفیع محشر اس کائنات میں صرف اور صرف محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں چنانچہ انور شاہ کشمیری کی درج ذیل عبارت مصنف نے اپنی کتاب "حیات کشمیری" کے صفحہ ۴۳۰ پر درج کی ہے:

"ایک مغفرت ہے ایک مغفرت کا اعلان۔ مغفرت عام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے اور اعلانِ مغفرت آپؐ کے لئے ہے۔ یہ اس لئے کہ آپ کے لئے شفاعت کبریٰ کا امتیاز موجود ہے اگر اس شفاعتِ کبریٰ کے وقت آپؐ احساساتِ ذنوب سے دوسرے انبیاء کی طرح متاثر ہوتے تو شفاعت کبریٰ کر نہیں سکتے تھے اس لئے دنیا ہی میں آپؐ کو مطمئن کر دیا گیا تاکہ آنے والے دن میں آپ با طمینان خاطر اپنے منصب جلیل کے مطابق شفاعتِ امم کر سکیں **جبکہ دوسرے انبیاء شفاعت نہیں کرسکیں گے بلکہ حدیث میں ہے کہ امتیں اپنے انبیاء سے شفاعت کی درخواست کریں گی تو ان کا جواب یہ ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ**"۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

☆......☆......☆

حضرت عیسیٰؑ پر افترائے عظیم

کتاب "حیات کشمیری" کے صفحہ ۳۸۲ پر انور شاہ کشمیری کا یہ نظریہ بیان کیا گیا ہے کہ "میثاق ازلی کے مطابق ہر امت کا آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ خود حضرت عیسیٰؑ کا یہ فریضہ منصبی تھا کہ وہ یہود کو اپنے بعد آنے والے نبی آخرالزمان ﷺ پر ایمان قبول کرنے کے لئے آمادہ کریں اور جبکہ **یہ کام ادھورا رہ گیا تو اس کی تکمیل کیلئے نزول عیسیٰ ضروری ہے**۔"

قرآن مجید کی سورۃ الصف اور اناجیل اربعہ (جن میں آنحضرت ﷺ کے ظہور قدسی کی نسبت واضح پیش گوئیاں موجود ہیں) حضرت مسیح علیہ السلام کے کام کو ادھورا قرار دینا خدا کے اس اولوالعزم پیغامبر پر افترائے عظیم ہے اور اگر اسے ایک لحہ کے لئے تسلیم کرلیا جائے تو "میثاق النبین" کے روسے ہر نبی پر یہی الزام عائد ہوگا اور اس بنا پر حضرت عیسیٰ ہی کا نہیں سارے نبیوں کا نزول واجب قرار پائے گا۔

بریلوی اور دیوبندی دونوں ہی گستاخ نکلے

مولوی حق نواز صاحب دیو بندی نے ۲۷ اگست ۱۹۷۹ء کو "مناظرہ جھنگ" کے دوران بریلوی عالم مولوی نظام الدین ملتانی کی کتاب "انوار شریعت" کے صفحہ ۳۸ کا ایک اہم حوالہ پیش کیا۔ اس صفحہ پر یہ سوال درج ہے کہ مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دوبارہ نہیں آئیں گے پس افضل کون ہوا۔ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ **دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہا ہو**"۔ مولوی حق نواز صاحب دیوبندی کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ ان کے "خاتم الفقہاء والمحدثین" انور شاہ کشمیری کا بھی یہی نقطہ نگاہ تھا تو وہ بریلوی عالم کے اس اقتباس کو پیش کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتے مگر انہوں نے غالباً لاعلمی میں دھڑلے سے اس پر زبردست تنقید کی اور یہ کہتے ہوئے نہ صرف بریلوی عالم بلکہ انور شاہ کشمیری کے باطل عقیدہ کو ضرب کاری سے پاش پاش کردیا کہ: "میرے قابل محترم سامعین سوچئے پہلا لفظ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ دوبارہ وہی آئے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ کون ہے دنیا میں وہ بندہ جو کسی پیغمبر کو رسالت کے کام میں ناکامیاب کہے۔ میں فاضل مخاطب سے پوچھوں گا کہ آج تک اس دنیا کی کسی کتاب میں کسی معتبر عالم کسی مفکر و محدث نے یہ لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ناکامیاب واپس گئے اس لئے اب دوبارہ اپنی رسالت کی تکمیل کے لئے آئیں گے۔ دوسرا لفظ استعمال کیا ہے کہ جو امتحان میں فیل ہو اس کو دوبارہ امتحان میں بلایا جاتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے فیل ہوگئے اور اب دوبارہ بلایا جارہا ہے۔ کہ وہ یہود کے ڈر کے مارے رسالت کا کام سرانجام نہ دے سکے۔ مسلمانو! قرآن کہتا ہے۔ و یقتُلونَ النَّبِیّنَ بِغَیرِ حقّ یہود نے انبیاء کو ناحق شہید تو کردیا لیکن انہیں سچ کہنے سے رسالت کے کام پہنچانے سے اللہ کے احکام بیان کرنے سے اور رب ذوالجلال کی توحید کو بیان کرنے سے انہیں دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکی۔ شہید تو ہو گئے ان کے وجود آرے سے چرادیئے گئے، ان کو ہجرتوں پہ مجبور تو کردیا لیکن کسی پیغمبر نے اپنے رسالت کے کام میں کوتاہی نہیں کی اور یہاں بتلایا جارہا ہے کہ پیغمبر یہود کے ڈر کے مارے اپنا کام ادھورا چھوڑ گئے معاذاللہ۔ اور اب وہ دوبارہ اس کام کو پورا کرنے کے لئے آئیں گے۔ میرا فاضل مخاطب پر سوال ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے اپنا یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ ناکام واپس گئے۔ کیا کوئی رسول اپنی رسالت میں ناکام واپس جا سکتا ہے اور **کیا اب دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سر انجام دینے کے لئے آئیں گے۔ اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا اب تو امام الانبیاء کے دین کا کام کرنا ہے اپنی رسالت تو ادھوری کی ادھوری رہ گئی اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوت کا انکار لازم آیا اس لحاظ سے بھی یہ بات خطرناک ہے اورحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے خلاف ہے**"

(مناظرہ جھنگ صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۳
ناشر مکتبہ فریدیہ ساھیوال)

اس تجزیہ کے مطابق تو بریلوی اور دیوبندی دونوں ہی گستاخ نکلے۔

اے عزیزو اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

کلام پڑھ کر پھونکنا

ایک دوست نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تاکہ اس کو شفا ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بیشک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلا ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ٤ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰٦ء ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۷۰)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔